بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
عرض مترجم		زمزم پینے کی ترغیب	
حرفِ اوّل		منافق زمزم سیراب ہوکر نہیں پیتا	
زمزم کے نام		زمین کا سب سے عمدہ پانی	
وجہ تسمیہ		آبِ زمزم سے متعلق سلف صالح کا اہتمام	
ظہورِ زمزم			
فرشتہ کی تسلی		آبِ زمزم سے نبی ﷺ کے قلب اطہر کا غسل	
قبیلہ جرہم کا قافلہ			
زمزم کی گمشدگی		آبِ زمزم سے غسل کی حکمت	
اصلاح حال کی کوشش		سونے کے طشت کی حکمت	
چھوٹے چھوٹے کنویں		آبِ زمزم سے علاج سیرت نبویہ میں	
زمزم کی تجدید		بخار کا علاج	
عبدالمطلب کا خواب		بخار جہنم کی حرارت کا اثر ہے	
خواب کی تعبیر		دردِ سر اور ضعف نظر کا علاج	
عبدالمطلب کی نذر		حکایت	
قریش کا حسد		آبِ زمزم جس نیت سے پیا جائے	
رسول اللہ ﷺ کا زمزم پینے کا اہتمام		بینائی کا حصول	
حدیث کے بعض الفاظ کی شرح		حدیث مذکور کی عمدہ شرح	
مسائل واحکام		علامہ ابن قیم کا ارشاد	

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
آبِ زمزم پینے کے آداب اور دعائیں		زمزم پینے کی دعا	
علامہ شوکانیؒ کا ارشاد		علامہ جلال الدین سیوطیؒ	
ایک شبہ کا جواب		دورِ حاضر میں زمزم کے معالجاتی تجربات	
روزِ قیامت کی پیاس سے بچاؤ			
زمزم بہ نیت شفاء		دوا کرنا توکل کے خلاف نہیں	
زمزم بقصد علم		آبِ زمزم بارہ سال تک باقی رہا	
زمزم بقصد حافظہ وفہم		آبِ زمزم اور کینسر سے شفا	
امام سیوطیؒ کی حکایت		مرض کی تشخیص وتجویز	
زمزم طلب حدیث کی نیت سے		بیت اللہ شریف جانے کی تجویز	
آبِ زمزم ایک غذا ہے		معجزہ ظاہر ہوا	
حضرت ابوذر غفاری کا تجربہ		نبی ﷺ کی خواب میں زیارت	
زمزم کے سلسلے میں شخصی تجربات		اہل علم کے تبصرے	
حکیم ترمذی علیہ الرحمہ		چاہِ زمزم کی پیمائش اور اس کے سوتوں کی تفصیل	
حضرت رباح بن اسود			
امام سفیان ثوری		آبِ زمزم کی جراثیم سے حفاظت	
علامہ ابن قیم		آبِ زمزم سے متعلق مسائل	
حضرت عبداللہ بن عباسؓ		آبِ زمزم سے متعلق بدعات	

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عرضِ مترجم

۱۴۱۱ھ میں اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے حقیر وذلیل بندے، ان سطور کے کاتب کو حج کی توفیق بخشی، اس ذاتِ کریم ورحیم نے باوجود تمامتر بے سروسامانی کے حرم محترم اورمدینة النبی زادهما الله شرفاً واجلالاً تک پہونچنے کی سعادت نصیب فرمائی، اورمزید سعادت یہ عطا فرمائی کہ صلحاء وعلماء کی رفاقت کا موقع اس کم نصیب کے نصیبے میں آیا۔ فالحمد لله

حج سے فارغ ہونے کے بعد مکہ مکرمہ میں قدرے قیام کا موقع خوش بختی سے ملا، اس دوران مدرسہ کے لئے کچھ ضروری کتابیں خریدنے کی مہم تھی۔ ایک مکتبہ میں ایک مختصر سا رسالہ "مُعجِزَاتُ الشِّفَاءِ بِمَاءِ زَمْزَم" نظر پڑا، اسے ہاتھ میں لیا تو صاحب مکتبہ نے ہدیۃً اس کی پیشکش کردی۔ یہ رسالہ ہاتھ میں لئے ہوئے اپنے ایک محترم بزرگ حضرت مولانا قاری ولی اللہ صاحب اعظمی (امام نور مسجد بمبئی) کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت قاری صاحب ان خوش نصیب اور باسعادت بندگانِ خدا میں ہیں، جو عالم ارواح میں سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی ندائے حج پر متواتر لبیک کہتے چلے گئے تھے، آج اس کا عالم اجسام میں یوں ظہور ہورہا ہے کہ ایک حج سے لوٹتے ہیں اور دوسرے حج کی تیاری شروع ہوجاتی ہے، گویا پورا سال یا تو حج میں یا حج کی تیاری میں بسر ہوجاتا ہے۔ حج کی عبادت ہنسی کھیل نہیں ہے، نہایت پُر مشقت سفر ہے، شدید گرمی اور وہ بھی سرزمین عرب کی

گرمی، کہ بھیجا پگھل جائے، پھر لوگوں کا ہجوم، گونا گوں مسائل اور دشواریاں، پھر ان سب کے باوجود مختلف مزاج وطبیعت کے لوگوں کی رہنمائی ورہبری بلکہ معلّمی، کوئی آسان کام نہیں ہے، لیکن قاری صاحب ان دشوار گزار راہوں سے اس طرح مسکراتے ہوئے گزرتے ہیں کہ انھیں دیکھ کر تھکی ہوئی طبیعتیں اور افسردگی کے مارے ہوئے دل از سر نو تازہ دم ہوجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خدمت خلق کا ایسا جذبہ اور ایسا سلیقہ اور پھر وہ عدیم النظیر صبر وتحمل قاری صاحب کو بخشا ہے کہ باید وشاید۔ مکہ مکرمہ میں میری حاضری بعد نمازِ عصر ہر روز قاری صاحب کی قیام گاہ پر ہوتی تھی، اور وہ اپنی دلنواز مسکراہٹ کے ساتھ چائے سے تواضع فرماتے تھے، اس دن میں یہ رسالہ لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اسے وہیں چھوڑ کر مسجد حرام آگیا، قاری صاحب نے اس کا مطالعہ کیا، اور دو چار دن کے بعد مجھے حکم دیا کہ اس رسالہ کا حج سے واپسی کے بعد ترجمہ کردو۔

حق تو یہ تھا کہ میں واپسی کے بعد فوراً ترجمہ کرکے پیش کردیتا، مگر بعض مجبوریوں اور مشاغل کے باعث اس میں تاخیر ہوگئی۔ ایک عرصہ کی شرمندگی کے بعد اب یہ ترجمہ حاضر خدمت کرکے سرخروئی حاصل کررہا ہوں۔

ترجمہ حتی الامکان احتیاط سے کیا گیا ہے، اور کوشش یہ کی گئی ہے کہ اصل عربی عبارت سے ترجمہ کی عبارت زیادہ بڑھنے نہ پائے اور پھر سلیس بھی رہے۔ جی چاہتا تھا کہ زمزم کے بارے میں مزید اور کچھ معلومات اور مشاہدات وتجربات پیش کردیئے جاتے، مگر فرصت تحریر نہیں، نیز جو کچھ اس کتاب میں آگیا ہے وہ بھی بہت کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائیں۔

اعجاز احمد اعظمی

مدرسہ شیخ الاسلام، شیخوپور، اعظم گڈھ

٦ رشعبان ۱۴۱۲ھ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حرفِ اوّل

یہ ایک نا قابل انکار حقیقت ہے کہ روئے زمین پر سب سے بہتر پانی زمزم کا پانی ہے۔زمزم جہاں ایک طرف بھوک کی حالت میں غذا ہے، وہیں وہ بیماریوں کے لئے شفاء بھی ہے، اور جس مقصد کیلئے اسے پیا جائے اس میں نفع بخش ہے، آبِ زمزم اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک معجزہ ہے۔

اس کتاب کے مطالعہ سے ہمیں زمزم کی ان برکات کا علم ہوگا، جو شریعت کی رو سے ثابت ہیں، اس کتاب سے ہمیں آب زمزم کے ذریعہ علاج کے طریقوں کی بھی معلومات ہوں گی، اس کتاب میں ان لوگوں کے احوال کا بھی تذکرہ ملے گا جنھوں نے آب زمزم کو اہم مقاصد کی حصولیابی کی نیت سے پیا، چنانچہ بعض اکابر نے اس نیت سے زمزم پیا کہ بروز قیامت تشنگی کا احساس نہ ہو، کچھ لوگوں نے رزق کی کشائش کے لئے پیا، کچھ دوسرے حضرات نے علم نافع کے لئے، اور بعضوں نے حصولِ صحت کے لئے اسے استعمال کیا۔

اس کتاب میں ہم یہ بھی دیکھیں گے کہ زمزم کی ابتداء کیسے ہوئی، اور کب تک باقی رہے گا؟ ہم ان خصوصی باتوں کا بھی اس میں مطالعہ کریں گے جنھیں لوگوں نے اپنے اپنے تجربے کی رو سے بیان کیا ہے، کہ انھوں نے جس ارادے سے زمزم پیا ان کو کیونکر کامیابی حاصل ہوئی، اور اللہ تعالیٰ نے انھیں مشکل امراض سے کیوں کر شفا بخشی؟ جن کو

ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے دیا تھا۔

ہم اس کتاب میں پہلی باران کنوؤں کا تذکرہ بھی دیکھیں گے، جو آبِ زمزم کی شہرت کو ختم کرنے کے لئے کھودے گئے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور نہ ہوا کہ آبِ زمزم کے علاوہ کسی اور پانی کو شہرت ہو۔

اس کتاب میں ہم کو یہ مسئلہ بھی معلوم ہوگا کہ کیا زمزم افضل ہے یا کوثر؟(۱) اور کیا زمزم کے پانی کو دوسری جگہ لے جانا درست ہے یا نہیں؟ وغیرہ وغیرہ

ہمارا طریقۂ کار یہ ہے کہ ہم نے اس میں وہ احادیث منتخب کی ہیں جو اس موضوع پر صحت واستناد کے ساتھ ثابت ہیں، اور ایسے آثارِ سلف جمع کئے ہیں، جو اس سلسلے میں وارد ہیں۔

جو کچھ ہم نے پیش کیا ہے اگر وہ درست ہے تو یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے، اور اگر دوسری بات ہو تو ہمارے نفس کی طرف سے ہے، لیکن ہمارے لئے یہ بات کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ دلوں کی بات جانتے ہیں۔

وآخر دعوانا إن الحمد لله رب العالمين

مجدی فتحی. السیّد ابراهیم

☆☆☆☆☆☆☆

(۱) لیکن یہ مسئلہ کتاب کے اندر موجود نہیں ہے۔۱۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لغت اور شرع میں زمزم کے نام

﴿۱﴾ زمزم کے چند نام ہیں۔(۱) زَمْزَمُ۔(۲) زَمَّمُ۔(۳) زُمَزِمُ۔(۴) شُبَاعَۃُ (۵) ھَزْمَۃُ۔(۶) اَلْمَلَکُ۔(۷) رَکْضَۃُ جِبْرَئِیْلَ۔علامہ ابن بری نے لکھا ہے کہ زمزم کے گیارہ نام ہیں۔

(۱) زَمْزَمُ (کثیر پانی) (۲) مَکْتُوْمَۃُ (روکا ہوا پانی) (۳) مَضْنُوْنَۃُ (لائق بخل چیز) (۴) شُبَاعَۃُ (آسودہ کن) (۵) سُقْیَا (سیرابی) (۶) اَلرِّوَاء (شیریں پانی) (۷) رَکْضَۃُ جِبْرَئِیْلَ (جبرئیل کی ٹھوکر سے نکلا ہوا پانی) (۷) ھَزْمَۃُ جِبْرَئِیْلَ (جبرئیل کا کھودا ہوا کنواں) (۹) شفاء سقم (بیماری سے شفاء) (۱۰) طعام طعم (غذا) (۱۱) حفیرۃ عبد المطلب (عبدالمطلب کا کنواں) (لسان العرب)

﴿۲﴾ سعید بن جبیر سے منقول ہے کہ انھوں نے اس کا نام زَمْـــزَمْ، بـرۃ (عمدہ) مَضْنُوْنَۃُ بتایا ہے۔(مصنف عبدالرزاق)

﴿۳﴾ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ ہم لوگ اسے شُبَاعَۃ کہا کرتے تھے۔(مصنف عبدالرزاق)

﴿۴﴾ وہب بن منبہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم اللہ کی کتاب یعنی توریت میں اس کا نام شراب الابرار (نیکوں کا مشروب) مَضْنُوْنَۃُ، شفاء سقم، طعام طعم، لاتنزح (نہ ختم ہونیوالا) اور لاتذم (کم نہ ہونیوالا) پاتے ہیں۔(مصنف عبدالرزاق)

﴿۵﴾ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما لوگوں سے فرماتے تھے کہ صلحاء

کے مصلیٰ پر نماز پڑھو اور نیکوں کا پانی پیو، پوچھا گیا کہ مصلی الاخیار (نیکوں کا مصلیٰ) کیا ہے؟ فرمایا کہ میزاب یعنی کعبہ مطہرہ کے پرنالے کے نیچے، کہا گیا کہ شراب الابرار کیا ہے؟ فرمایا کہ آب زمزم، کیا ہی عمدہ یہ پانی ہے۔

مبارک ہو تم کو......اے مسلمان بھائیو!......اگر تم نے اس مضنونۃ کو پینے کی سعادت حاصل کی ہے، جس کی نفاست اور رفعت مرتبہ کی وجہ سے حفاظت کی جاتی ہے، اور مبارک ہو تم کو......اے مسلمان بھائیو!......اگر تم نے خوش نصیبوں کا پانی پیا اور برگزیدہ لوگوں کے مصلیٰ پر نماز پڑھی ہے۔

یا اللہ! ہمیں بھی تازیست آب زمزم اور بیت اللہ جیسی نعمت سے محروم نہ فرمائیے۔

وجہ تسمیہ

(۱) بعضوں نے کہا ہے کہ زمزم کے معنی کثیر کے ہیں، چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ماء زمزم (بہت پانی) چونکہ یہ پانی بہت زیادہ ہے اس لئے زمزم کہا گیا۔

(۲) بعض نے کہا ہے کہ اس کے مجتمع ہونے کی وجہ سے زمزم نام ہوا، یہ وجہ ابن ہشام سے منقول ہے۔

(۳) کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ زَمْـزِمَۃُ سے ماخوذ ہے، جس کے معنی جماعت اور جتھے کے ہیں۔

(۴) علامہ حربی نے لکھا ہے اس کے متحرک ہونیکی وجہ سے زمزم کہا جاتا ہے۔

(۵) کچھ لوگوں کا کہنا ہے زمزم کے معنی روکنے کے ہیں، چونکہ اس کے ظہور کے وقت ہر طرف سے مینڈیں باندھ کر اس کا پانی بہنے سے روکا گیا تھا۔ اس وجہ سے زمزم کہلاتا ہے۔

زمزم کی وجہ تسمیہ کے بارے میں یہ مختلف اقوال کا خلاصہ ہے، اس کے علاوہ بھی بعض وجوہ اثناء کتاب میں حسب موقع آئیں گی۔

ظہورِ زمزم

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سب سے پہلی عورت جس نے کمر میں پٹکا باندھا (یعنی خدمت گزاری کے لئے) وہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ مکرمہ ہیں، اور ایسا انھوں نے اس لئے کیا تھا کہ (ان کی سوکن) حضرت سارہ کا رنج کم ہو جائے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو اور ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو لے کر چلے اور ابھی وہ شیر خوار تھے، اور دونوں کو بیت اللہ کے پاس مسجد حرام کی جگہ پر جہاں اب زمزم ہے، ایک بڑے درخت کے نیچے اتار دیا۔ اس وقت وہاں نہ کوئی آدمی تھا اور نہ کہیں پانی کا پتہ تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے پاس ایک تھیلی جس میں کچھ کھجوریں تھیں اور مشکیزہ جس میں پانی تھا، رکھ کر چل دیئے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ بھی ان کے پیچھے چلیں اور بولیں کہ اے ابراہیم! ہمیں اس بے آب و گیاہ ویرانہ میں تنہا چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو؟ یہ بات حضرت ہاجرہ نے کئی بار کہی، لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام رکے نہیں، اور نہ ان کی طرف التفات کیا، بالآخر حضرت ہاجرہ نے پوچھا کہ کیا آپ کو اللہ کا یہی حکم ہے، تب انھوں نے فرمایا کہ ہاں مجھے یہی حکم ہے، حضرت ہاجرہ بولیں تب خدا ہم کو ضائع نہیں کرے گا، یہ کہہ کر وہ اپنی جگہ واپس آ گئیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب مقام ثنیہ کے پاس پہونچے، جہاں سے حضرت ہاجرہ انھیں دیکھ نہ سکیں، تو بیت اللہ کی طرف رُخ کر کے اور ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی، جس کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے، عرض کیا:

رَبَّنَا إِنِّی أَسْکَنتُ مِنْ ذُرِّیَّتِی بِوَادٍ غَیْرِ ذِی زَرْعٍ عِندَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِی إِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُم مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُونَ۔ (سورۂ ابراہیم:)

اے میرے رب! میں نے اپنی اولاد میں سے کچھ کو وادیٔ غیر ذی زرع میں آپ کے محترم گھر کے پاس آباد کیا، تاکہ یہ لوگ نماز قائم کریں، اے اللہ! لوگوں کے قلوب کو ان کی طرف مائل کردے، اور انھیں پھلوں کی روزی عنایت فرما، تاکہ یہ لوگ آپ کے شکرگزار رہیں۔

اس کے بعد ماں بیٹے کو دودھ پلاتی رہی، خود کھجور کھاتی اور پانی پیتی رہی۔ پھر ایک دن آیا کہ مشکیزہ کا پانی ختم ہوگیا، جس کے نتیجے میں ماں بھی پیاس میں گرفتار ہوئی اور بچہ بھی، ماں نے دیکھا کہ بچہ شدتِ تشنگی کے باعث زمین پر تڑپ رہا ہے، وہ اس خیال سے وہاں سے ہٹ گئیں کہ تڑپنے کا دلدوز منظر سامنے نہ رہے۔ آگے بڑھیں تو قریب ترین پہاڑی صفا کی تھی، اس پر چڑھ کر وادی میں نظر دوڑائی کہ شاید کوئی نظر آجائے، لیکن جب کوئی دکھائی نہ دیا تو صفا سے نیچے اتریں، اور جب نشیب میں پہونچیں تو اپنا دامن سمیٹ کر پریشانی کے عالم میں دوڑتے ہوئے یہ حصہ پار کیا، اور مروہ پر چڑھ کر دیکھنے لگیں کہ ادھر کوئی نظر آجائے، لیکن یہاں بھی کون نظر آتا؟ اسی کیفیت میں انھوں نے صفا اور مروہ کے سات چکر لگائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آج صفا و مروہ کے درمیان سعی اسی تگ و دَو کی یادگار ہے، آخری بار جب حضرت ہاجرہ مروہ پر گئی ہیں، تو انھیں ایک آواز سنائی دی۔ انھوں نے دل میں کہا کہ ذرا رک کر اس آواز کو سننا چاہئے، دوبارہ پھر وہی آواز آئی۔ انھوں نے کہا کہ آواز تو میں نے سن لی، اگر تم میری مدد کرسکتے ہو تو ضرور کرو۔ اتنے میں ایک فرشتہ نظر آیا، آج جہاں زمزم کا کنواں ہے، فرشتہ نے وہاں ایڑی ماری، یا یہ کہ اپنا پر مارا، مارنا تھا کہ وہاں پانی ابل پڑا۔ حضرت ہاجرہ جلدی جلدی ہاتھوں سے حوض سا بنانے لگیں، اور چلو بھر بھر کر مشکیزہ میں ڈالنے لگیں، لیکن وہ جتنا پانی اس میں سے اٹھاتیں اتنا ہی وہ اور جوش مار کر ابلتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُمّ اسمٰعیل پر رحمت نازل فرمائے، اگر وہ زمزم کو ویسے ہی چھوڑ دیتیں...... یا یہ فرمایا کہ

......اسے جمع نہ کرتیں تو وہ آج وہ ایک چشمۂ جاری ہوتا۔

فرشتہ کی تسلی

حضرت ہاجرہ نے اپنی پیاس بجھائی، اور بیٹے کو دودھ پلانے لگیں، فرشتہ نے انھیں تسلی دی کہ تم ہلاکت کا اندیشہ نہ کرو، یہاں اللہ کا گھر ہے جسے یہ بچہ اور اس کے والد دونوں مل کر تعمیر کریں گے، اللہ تعالیٰ اپنے گھر کے معماروں کو ہلاک نہیں کرے گا۔ اس وقت بیت اللہ کی جگہ ایک مختصر سا ٹیلہ تھا، جو سطح زمین سے قدرے بلند تھا، اس پر سیلاب کا پانی آتا رہتا تھا، اور دائیں بائیں کاٹتا رہتا تھا۔

قبیلہ جرہم کا قافلہ

اب حضرت ہاجرہ کچھ مدت تک آب زمزم سے ہی کھانے اور پانی کا کام لیتی رہیں، پھر ایک بار قبیلہ جرہم کا ایک قافلہ کدا (مکہ مکرمہ میں ایک جگہ کا نام ہے) کے راستے سے آتے ہوئے مکہ کے نشیبی حصہ میں اترا۔ قافلہ نے وہاں چڑیوں کو منڈلاتے ہوئے دیکھا، آپس میں کہنے لگے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پانی ہے، جس کے اوپر پرندے منڈلا رہے ہیں، جہاں تک ہمیں معلومات ہیں یہاں کہیں پانی نہ تھا۔ انھوں نے تحقیق کے لئے دو آدمی بھیجے، وہ جستجو کرتے ہوئے پانی تک جاپہونچے، انھوں نے واپس آکر قافلہ کو صورت حال بتائی، اس اطلاع پر سارا قافلہ حضرت ہاجرہ کے پاس پہونچ گیا، اور ان سے وہاں قیام کی اجازت مانگی۔ انھوں نے اس شرط کے ساتھ اجازت دی کہ پانی پر تم لوگوں کی ملکیت نہ ہوگی، ان لوگوں نے اسے قبول کرلیا۔

حضرت ابن عباسؓ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ حضرت ہاجرہ کو اس تنہائی میں مونس ودمساز کی ضرورت تھی، اس لئے وہ لوگ وہیں رہ پڑے، اور انھوں نے اپنے قبیلہ والوں کو بھی بلا بھیجا، چنانچہ وہ لوگ بھی آگئے، اس طرح وہاں کئی گھرانے آباد ہوگئے، جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہوش کو پہونچے تو انھوں نے اہل جرہم سے عربی زبان سیکھی۔

زمزم کی گمشدگی

۱۴۰۰ھ میں زمزم کی صفائی کے ذمہ دار انجینیر یحیٰ کوشک نے اپنی تعارفی کتاب ''زمزم'' میں لکھا ہے کہ قبیلہ جرہم کے لوگ جب تک اللہ نے چاہا زمزم کا پانی استعمال کرتے رہے، اور وہیں آباد رہے یہاں تک کہ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ زمزم کا سوتا خشک ہوگیا، کنویں کے آثار و علائم مٹ گئے اور اس کا نشان باقی نہ رہا۔ کنواں کیوں خشک ہوگیا؟ اور اس کی علامات کیوں کر فنا ہوگئیں؟ اس سلسلے میں علماء کی رائیں مختلف ہیں۔

بعض علماء اس کے جغرافیائی اسباب بتاتے ہیں، چنانچہ یاقوت حموی نے جہاں زمزم کے احوال لکھے ہیں، وہاں بتایا ہے کہ ایک مدت تک زمزم کا کنواں اپنی حالت پر باقی رہا، اس پر سیلاب آتے رہے، بارش کی طغیانی اس کے آثار کو ردوبدل کرتی رہی، یہاں تک کہ ایک عرصہ کے بعد زمزم کا نشان تک مٹ گیا۔

لیکن مورخین اس کے تاریخی اسباب بتاتے ہیں، اور بعض علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب جرہم نے حرم محترم کا پاس ولحاظ کم کردیا، وہ اس کی بے حرمتی کا ارتکاب کرنے اور کعبہ مقدسہ کے نذرانوں میں بے جا تصرف کرنے لگے، اور دوسرے بڑے گناہوں میں مبتلا ہوئے تو زمزم کا پانی خشک ہوگیا، اور کنویں کی جگہ بوسیدہ ہوکر مٹتی رہی، اس پر وقتاً فوقتاً سیلاب بھی آتے رہے، تا آنکہ وہ جگہ مٹ کر برابر ہوگئی۔

اصلاحِ حال کی کوشش

اس دوران بعض لوگوں نے اصلاحِ حال کی کوشش بھی کی، چنانچہ عمرو بن حارث جرہمی نے اپنے قبیلہ کے لوگوں کو حرم کی بے حرمتی اور اس میں ارتکاب گناہ کے سلسلے میں

وعظ ونصیحت کی۔ انھیں اللہ کی پکڑ سے ڈرایا، ان سے کہا کہ سرزمین مکہ میں کسی ظالم وجابر کو پناہ نہیں ہے، لہٰذا اللہ سے ڈرو! کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی طاقت یہاں آکر تم کو اس مقدس زمین سے ذلت ورُسوائی کے ساتھ نکال باہر کرے، پھر ہزار چاہو گے کہ بیت اللہ کا طواف کرلو، مگر نہ کرسکو گے مگر جب اس نے دیکھا کہ لوگ اس کی نصیحت کا اثر نہیں لے رہے ہیں، تو اس نے رات کی تاریکی میں کعبہ مقدسہ کے اندر رکھے ہوئے سونے کے دو ہرن اور ملمع کی ہوئی تلواروں کو لیا اور زمزم کے قریب ایک گڈھا کھود کر ان سب کو اس میں دفن کردیا۔ اس کے کچھ عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے بنی جرہم کے اوپر قبیلہ خزاعہ کو مسلط کردیا، انھوں نے بنی جرہم کو مکہ سے نکال بھگایا، کچھ دنوں تک خانہ کعبہ کی تولیت بنی خزاعہ کے ہاتھوں میں رہی۔ اس دوران طولِ مدت کی وجہ سے زمزم کا کسی کو کچھ پتہ نہ تھا۔

بعض مورخین نے زمزم کے ختم ہونے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ مضاض بن عمرو جرہمی جس کا شمار مکہ مکرمہ کے سرداروں میں تھا، ایک بار وہ کسی دشمن سے جنگ میں الجھ گیا جس میں اسے شکست ہوئی، اسے اندیشہ ہوا کہ دشمن اسے مکہ سے نکال دے گا، اس نے چلتے چلاتے سوچا کہ اپنے دشمن کو یہاں کے مرکزی خزانۂ آب سے محروم کردے، اس خیال کے تحت اس نے بہت سی بیش قیمت اشیاء اور سونے چاندی وغیرہ کو زمزم میں ڈال کر اسے پاٹ دیا، اور اس کے نشانات کو محو کردیا، اور اس پر بہت کچھ ریت اور مٹی ڈال کر یمن کی جانب بھاگ گیا۔

چھوٹے چھوٹے کنویں

زمزم کے پٹ جانے کے بعد اہل مکہ پانی کے لئے نئے کنویں بنانے پر مجبور ہوئے، چنانچہ انھوں نے متعدد کنویں کھودے ان میں بیشتر کنویں مکہ سے باہر تھے۔ مکہ والوں کی مجبوری یہ تھی کہ انھیں زمین کے اندر سے ہی پانی کا انتظام کرنا تھا، اس لئے کہ وہاں نہ تو باقاعدہ بارش ہوتی ہے اور نہ اس وقت چشموں اور نہروں کا کوئی بندوبست تھا۔

عبدالمطلب کے پردادا قصی بن کلاب حجاج کو پانی پلانے کی خدمت انجام دیتے تھے۔اس مقصد کے لئے انھوں نے مکہ مکرمہ میں چمڑے کے حوض بنائے تھے،جن میں وہ مکہ کے باہر کنوؤں ....جن میں سے ایک میمون الحضر ی کا کنواں تھا............ سے پانی لاکر بھرتے تھے، پھر قصی بن کلاب نے ام ہانی بنت ابی طالب کے مکان کی جگہ پر ''عجول'' نامی کنواں کھودا، یہ مکہ مکرمہ کے اندر پہلا کنواں تھا۔اہل عرب جب اس سے پانی نکالتے تو بطور رجز یہ شعر پڑھتے۔

نروى على العجول ثم ننطلق　　　إن قصيا قد وفى وقد صدق

ہم عجول سے سیراب ہوکر جاتے ہیں☆ سچ تو یہ ہے کہ قصی نے وفاداری وسچائی کا حق ادا کر دیا

یہ کنواں قصی کی زندگی میں اوران کی وفات کے بعد باقی رہا۔ان کے بیٹے عبد مناف کے دور میں قبیلہ بنی جعیل کا ایک شخص اس میں گر گیا جس کی وجہ سے لوگوں نے اس کا پانی پینا ترک کردیا،اور پھر آہستہ آہستہ وہ ختم ہوگیا۔اس کے بعد ہر قبیلہ نے اپنا اپنا الگ کنواں کھودلیا، چنانچہ بنی کیم بن فرہ نے ''حفر'' نامی کنواں کھودا،یہی مرۃ بنت کعب کا کنواں کہلایا۔عبد شمس بن عبدمناف نے دوسرا کنواں کھودا،اس کا نام ''طوی'' رکھا۔حضرت ہاشم نے تیسرا کنواں کھودا، جو''سجلہ'' کے نام سے موسوم ہوا،یہ کنواں حضرت ہاشم کے فرزندوں کے قبضہ میں رہا۔پھر جب حضرت عبدالمطلب نے چاہِ زمزم کو تلاش کرلیا،تو''سجلہ'' کو بنی نوفل بن عبدمناف کے نام ہبہ کردیا،اسی طرح امیہ بن عبد شمس نے بھی ایک کنواں کھودا، جس کو''حفر'' کہا گیا،امیہ نے اس کنویں کو اپنے لئے مخصوص کررکھا تھا،دوسروں کو اس سے پانی لینے کی اجازت نہ تھی،اور بنوسہم نے ''الغمر'' نامی کنواں کھودا،اسی طرح اور دوسرے کنویں بھی مکہ کے باہر موجود تھے،جن کی ابتداء زعمائے قریش کے ابتدائی عہد یعنی مرہ بن کعب اور کلاب بن مرہ کے دور سے ہوتی ہے،ان میں مشہورتر''بیر روم'' ہے، جسے مرہ بن کعب نے کھودا تھا،اوردوسرا''بیر ضم'' ہے،جسے کلاب بن مرہ نے کھودا تھا۔

زمزم کی تجدید

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے دادا عبدالمطلب کے مناقب میں جو چیزیں معروف ہیں، ان میں سے پہلی بات یہ ہے کہ جب قریش، ابرہہ اور اصحاب فیل سے گھبرا کر حرم کے باہر چلے گئے، تو عبدالمطلب اس وقت جوان تھے، انھوں نے قسم کھا کر کہا کہ واللہ میں تو حرم سے باہر جا کر ہرگز پناہ اور حفاظت تلاش نہ کروں گا، چنانچہ وہ بیت اللہ کے پاس جا کر بیٹھ گئے، اور تمام قریش وہاں سے فرار ہو گئے، عبدالمطلب نے اس موقع پر یہ اشعار کہے۔

أللّٰھم إن المرء یمنع رحلہ فامنع رحالک

اے اللہ! ہر آدمی اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے ☆ اے اللہ! تو بھی اپنے گھر کی حفاظت کر

لا یغلبن صلیبھم ومحالھم غدواً محالک

ان کی صلیب اور ان کی سازش ☆ تیری تدبیر پر ہرگز غالب نہیں آسکتی

عبدالمطلب وہیں جمے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ابرہہ اور اس کے لشکر کو تہس نہس کر دیا، اس کے بعد قریش لوٹے اور عبدالمطلب اپنے صبر و ثبات اور حرم محترم کے احترام و تعظیم کی بدولت سب کے سردار قرار پائے۔

عبد المطلب کا خواب

اس کے بعد ان کے بڑے فرزند حارث پیدا ہوئے، حارث جب شعور کی عمر کو پہونچے تو عبدالمطلب نے ایک خواب دیکھا، کہ کوئی شخص ان سے کہہ رہا ہے کہ زمزم کو کھود و جو بڑے شیخ ...... حضرت ابراہیم علیہ السلام ...... کی مخفی یادگار ہے۔

اس پر ان کی آنکھ کھل گئی، انھوں نے دعاء کی کہ اے اللہ! اسے واضح فرما دیجئے، پھر دوبارہ انھوں نے خواب دیکھا کہ زمزم کو کھودو، وہ لید اور خون کے درمیان مخفی ہے، جہاں کوا زمین کریدتا ہوا نظر آئے، وہاں چونٹیوں کا مسکن ہے، وہ جگہ سرخ بتوں کے سامنے ہے۔

خواب کی تعبیر

عبدالمطلب خواب سے بیدار ہو کر حرم میں آئے اور مسجد حرام میں بیٹھے خواب کی تعبیر کا انتظار کرنے لگے، اتفاقاً مذبح میں ایک گائے ذبح کی گئی، وہ گائے ذبح کرنے والے کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور ادھ کٹی گردن لئے ہوئے بھاگ کر مسجد میں آ گئی اور گر کر مر گئی، پھر اسی جگہ گوشت کاٹا گیا اور لوگ گوشت اٹھا لے گئے۔ تھوڑی دیر بعد ایک کوا اس جگہ اترا، اور جہاں چونٹیاں اکٹھا ہو گئی تھیں وہاں اس نے کریدنا شروع کیا۔ عبدالمطلب کو اپنے خواب کی تعبیر مل گئی، انھوں نے اٹھ کر وہاں کھدائی شروع کر دی، قریش اس موقع پر اکٹھے ہو گئے اور کہا کہ یہ کیا حرکت ہے؟ ہم کو آپ کے سلسلے میں جہالت کی بدگمانی نہیں ہے یہ آپ ہماری مسجد میں گڈھا کیوں کھود رہے ہیں؟

عبدالمطلب نے جواب دیا کہ میں اس کنویں کو کھودوں گا، اور جو مجھے روکے گا اس سے لڑوں گا، پھر وہ اور ان کے فرزند حارث کہ اس وقت ان کا اور کوئی بیٹا نہ تھا، دونوں اس کام میں لگ گئے، قریش کے بہت سے افراد نے اس کام کے خلاف کوشش کی، ان سے لڑے اور چاہا کہ اس کام سے انھیں روکیں، کیونکہ وہ ان کی شرافت نسب، ان کی صداقت اور ان کی دیانت و امانت سے واقف تھے (گویا وہ نہیں چاہتے تھے کہ عبدالمطلب ایسا غلط کام کر کے اپنی شرافت، صداقت اور اپنی دیانت و امانت کے دامن پر دھبہ لگائیں)

عبدالمطلب کی نذر

عبدالمطلب اپنے کام میں لگے رہے اور قریش کی ایذا رسانی بڑھتی رہی، عاجز آ کر انھوں نے منت مانی کہ اگر اللہ نے مجھے دس بیٹے دئے تو ان میں ایک راہِ خدا میں

قربان کروں گا، پھر وہ کھدائی کرتے رہے، یہاں تک کہ کنویں میں مدفون تلواریں نکل آئیں، تب قریش کہنے لگے جو کچھ آپ نے پایا ہے، اس میں ہمارا بھی حصہ رہے گا، عبدالمطلب نے جواب دیا کہ یہ تلواریں بیت اللہ کی ہیں، پھر انھوں نے کھدائی آگے بڑھائی یہاں تک کہ پانی نکل آیا۔ انھوں نے کنویں کی آخری سطح پر ایک گہرا گڈھا کھودا، اور اس میں پانی جاری ہونے کیلئے دہانے بنائے تاکہ کنواں خشک نہ ہونے پائے، پھر کنویں کے پاس ایک حوض تعمیر کیا، اور باپ بیٹے مل کر اس میں پانی بھرنے لگے، تاکہ حجاج اس سے پانی پیئیں۔

قریش کا حسد

لیکن قریش کو ان سے حسد ہوگیا، کچھ لوگ رات کو ان کا بنایا ہوا حوض توڑ دیتے، عبدالمطلب صبح کو پھر بناتے۔ جب یہ قصہ دراز ہوا تو عبدالمطلب نے خدا سے دعا کی، اس پر انھوں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے، کہ تم پکار دو کہ ''اے اللہ! میں اسے نہانے والوں کیلئے حلال نہیں کرتا، یہ صرف پینے والوں کیلئے مباح ہے'' پھر تمہیں کچھ نہ کرنا ہوگا۔ چنانچہ جب قریش مسجد حرام میں جمع ہوئے تو عبدالمطلب نے ان کے سامنے مذکورہ بالا الفاظ پکار کر دہرا دیئے، اس کے بعد جب بھی کوئی ان کے حوض کو بگاڑتا، شدید تکلیف میں مبتلا ہو جاتا، آخر کار لوگوں نے اس حوض سے لگنا ترک کر دیا۔ (مصنف عبدالرزاق، سیرۃ ابن ہشام)

حضرت علی رضی اللہ عنہ عبدالمطلب کا قول نقل کرتے ہیں کہ ایک روز میں حطیم میں سویا ہوا تھا، خواب میں مجھ سے کہا گیا کہ ''طیبہ'' یعنی پاکیزہ چیز کو کھودو، میں نے اس سے پوچھا کہ طیبہ کیا ہے؟ لیکن اس کا جواب مجھے نہ ملا، دوسرے دن پھر کسی کہنے والے نے کہا کہ ''برّہ'' (نفیس چیز) کو کھودو۔ میں نے دریافت کیا کہ برّہ کیا چیز ہے؟ آج بھی کچھ جواب نہ ملا، تیسرے دن پھر ندائے غیب آئی کہ ''مضنونہ'' (محفوظ شے) کو کھودو، میں نے پھر اپنا سوال دہرایا، لیکن جواب نہ ملا۔ چوتھے روز پھر کہا گیا کہ زمزم کو کھودو، میں نے عرض کیا زمزم کیا چیز ہے؟ اور کہاں ہے؟ جواب دیا گیا کہ زمزم وہ پانی ہے جو نہ کبھی ختم ہو اور نہ کم ہو،

وہ بھورے پاؤں والے کوے کی کریدی ہوئی زمین کے قریب ہے، جہاں خون اور گوبر کی آلائش ہے، اور جہاں چونٹیوں کا مسکن ہے۔

عبد المطلب کہتے ہیں کہ جب انھیں زمزم کے احوال بتلا دئے گئے، اور اس کے نشانات کا پتہ مل گیا، اور یقین ہوگیا کہ خواب سچا ہے، تو وہ کدال اور پھاوڑا لے کر اپنے بیٹے حارث کو ساتھ لے کر چلے، اور بتائی ہوئی جگہ پر کھودنا شروع کر دیا، جب بھیگی ہوئی مٹی نکلنے لگی تو عبد المطلب نے نعرۂ تکبیر بلند کیا، قریش سمجھ گئے کہ عبد المطلب اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئے، وہ لوگ جمع ہو کر عبد المطلب کے پاس آئے اور کہا کہ اے عبد المطلب! یہ ہمارے جد امجد حضرت اسماعیل علیہ السلام کا کنواں ہے، اور اس میں ہمارا بھی حق ہے، اس لئے ہم بھی اس میں شرکت چاہتے ہیں، فرمایا کہ مجھے یہ بات منظور نہیں ہے، مجھے اس کے لئے خصوصی طور پر حکم ملا ہے، اور خاص مجھ کو ہی یہ شرف بخشا گیا ہے، اس لئے مجھے شرکت منظور نہیں ہے۔ قریش بولے کہ ہم انصاف چاہتے ہیں، ہم اس وقت تک آپ کو نہ چھوڑیں گے جب تک اس کا فیصلہ نہ ہو جائے، فرمایا کہ اس معاملے میں جس کو چاہو فیصل بنالو، قریش بولے کہ بنی سعد بن ہزیم کی کاہنہ کو ہم فیصل مقرر کرتے ہیں، عبد المطلب نے کہا بہتر ہے، یہ کاہنہ ملک شام کی ایک معزز خاتون تھی۔

اس رائے سے متفق ہو کر عبد المطلب اور بنی اُمیّہ کے چند افراد نیز قریش کے ہر خاندان کے کچھ کچھ لوگ روانہ ہوئے، اس دور میں راستہ صحرائی تھا، حجاز اور شام کے درمیان ایک بیابان سے گزر ہوا، اس طویل بیابان میں عبد المطلب اور ان کے ساتھیوں کا پانی ختم ہوگیا اور اندیشہ لاحق ہوا کہ پیاس کی شدت سے یہ لوگ دم توڑ دیں گے، انھوں نے اپنے رفقاء سے پانی مانگا، لیکن ان لوگوں نے یہ کہہ کر پانی دینے سے انکار کر دیا کہ اس بیابان میں ہم کو بھی وہی اندیشہ ہے جس سے آپ لوگ دوچار ہیں۔ عبد المطلب نے جب اپنی قوم کی یہ بے رُخی دیکھی اور ساتھیوں کی حالتِ زار پر نظر پڑی تو ان سے پوچھا کہ تم

لوگوں کی کیا رائے ہے؟ انھوں نے کہا جو آپ کی رائے ہو، ہم آپ کے حکم کے منتظر ہیں۔

عبد المطلب نے فرمایا کہ میری رائے یہ ہے ابھی طاقت بدن میں موجود ہے، اس لئے ہر شخص اپنی قبر خود کھود لے اور جب کوئی آدمی مر جائے تو دوسرے ساتھی اسے دفن کر دیں، یہاں تک کہ سب دفن ہو جائیں، اور آخر میں صرف ایک شخص باقی رہ جائے، اس طرح ایک آدمی کا غیر مدفون رہ جانا آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ پورا قافلہ زمین کے اوپر پڑا رہ جائے۔

قافلہ نے یہ رائے قبول کر لی اور ہر شخص نے اپنی قبر اپنے ہاتھوں کھود لی اور پیاس کی شدت کے باعث موت کا انتظار کرنے لگے، پھر عبد المطلب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ واللہ ہم اس طرح جو اپنے آپ ہلاکت کے لئے تیار ہو رہے ہیں وہ اس لئے ہے کہ ہم اپنے حق میں نجات کی کوئی تدبیر نہیں پا رہے ہیں، لیکن ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے کہیں سے پانی کا انتظام کر دیں، یہاں سے چلو۔ یہ سارا منظر قریش کے دوسرے افراد بھی دیکھ رہے تھے، عبد المطلب اُٹھے اور اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے، جونہی ان کی اونٹنی اٹھی ہے ویسے ہی اس کے نیچے سے ایک شیریں چشمہ اُبل پڑا، بے اختیار انھوں نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا، اور ان کے رفقاء بھی نعرہ لگانے لگے، پھر انھوں نے اتر کر پانی پیا، اور برتنوں کو بھر لیا، پھر قریش کے دوسرے قبائل کو بھی پکارا کہ لو یہ پانی حق تعالیٰ کا خصوصی عطیہ ہے تم لوگ بھی پی لو اور برتنوں کو بھر لو، یہ منظر دیکھ کر جو قبائل زمزم کے بارے میں نزاع کر رہے تھے وہ بول پڑے کہ اے عبد المطلب! خدا نے تمہارے حق میں فیصلہ کر دیا ہے، اب ہم کو زمزم کے سلسلے میں تم سے کوئی نزاع نہیں ہے، اب واپس چل کر اپنے حق پر قائم رہو، چنانچہ ان لوگوں نے کاہنہ کے پاس جانے کا ارادہ منسوخ کر دیا اور واپس لوٹ آئے۔ (۱)

☆☆☆☆☆☆☆

(۱) اخبار مکہ۔ ازرقی۔ درّ منثور، ج:۳، ص:۳۲۰۔ دلائل النبوۃ للبیہقی، ج:۱، ص:۹۳۔ البدایہ والنہایہ، ج:۲، ص:۲۴۴

رسول اللہ ﷺ کا زمزم پینے کا اہتمام

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو زمزم پلایا، آپ نے کھڑے ہو کر نوش فرمایا۔ (بخاری) یہ روایت دوسرے لفظوں میں یوں بھی منقول ہے کہ آپ نے کھڑے ہو کر زمزم کا ڈول نوش فرمایا۔ (ابن خزیمہ)

اس پر ابن خزیمہ...... مشہور محدث...... لکھتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پورا ڈول آپ نے نوش فرمایا، بلکہ یہ ہے کہ ڈول سے آپ نے زمزم پیا تھا، یہاں کل کا اطلاق کر کے اس کا جز مراد لیا ہے، جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَاتَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ۔ اپنی نماز کو بلند آواز سے نہ پڑھو۔

اس آیت میں صلوٰۃ سے پوری نماز نہیں مراد ہے، بلکہ اس کا ایک جز یعنی تلاوتِ قرآن مراد ہے۔

اس حدیث سے ابن بطال وغیرہ نے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ امام بخاری کی مراد یہ ہے کہ زمزم پینا منجملہ حج کی سنتوں کے ہے۔

(۲) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو مکہ میں تشریف لائے اور نبی عبدالمطلب کے پاس پہونچے، وہ لوگ زمزم سے پانی کھینچ رہے تھے، تو آپ نے فرمایا کہ پانی نکالتے رہو، اگر مجھے اندیشہ نہ ہوتا کہ دوسرے لوگ اس معاملے میں تم پر غالب آنا چاہیں گے، تو میں بھی تمہارے ساتھ پانی کھینچنے میں شریک ہو جاتا، ان لوگوں نے آپ کو ڈول پیش کیا، چنانچہ آپ ﷺ نے پیا۔ (مسلم وابن خزیمہ)

مطلب یہ ہے کہ اگر میں بھی پانی کھینچنے میں شریک ہوجاؤں تو لوگ یہ سمجھیں گے کہ یہ بھی حج کے ارکان میں سے ہے، پھر ہر شخص اس کے لئے کوشش کرے گا، پھر بنی عبدالمطلب مغلوب ہوکر رہ جائیں گے، اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا تو زمزم کھینچنے اور پلانے کی جو فضیلت ہے، میں بھی اس میں شرکت کرتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ زمزم کے پاس بنے ہوئے حوض...... جس میں پانی نکال نکال کر جمع کیا جاتا تھا...... تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے بھی پلاؤ، حضرت عباس نے اپنے صاحبزادے فضل کو حکم دیا کہ تم اپنی ماں کے پاس جاؤ اور وہاں سے پانی مانگ لاؤ۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے یہی پانی پلاؤ، حضرت عباس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اس پانی میں تمام لوگ ہاتھ ڈال ڈال کر پیتے ہیں، آپ نے فرمایا مجھے یہی پانی پلاؤ، چنانچہ آپ نے وہی پانی پیا، پھر آپ کنویں کے پاس تشریف لے گئے، وہ لوگ پانی نکال رہے تھے، آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے نکالتے رہو، یہ عمل صالح ہے، پھر فرمایا کہ اگر تمہارے مغلوب ہوجانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں بھی کھینچتا، اور رسی اور کندھوں کی طرف اشارہ فرمایا کہ رکھتا۔

امام ابن خزیمہ نے اس حدیث کا عنوان یہ تحریر کیا ہے کہ ''باب زمزم کے کنویں سے پانی کھینچنے کا استحباب'' اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ یہ عمل صالح ہے، اور بتایا کہ اگر اس کے نکالنے والوں کے مغلوب ہوجانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو آپ بھی کنویں سے پانی نکالتے۔

برادرانِ اسلام! عبد مناف کا طریقہ یہ تھا کہ وہ مکہ کے باہر سے پانی گھڑوں میں بھر کر لاتے اور صحن کعبہ کے اندر چمڑے کے بنے ہوئے حوضوں میں ڈالتے، اور حجاج اس سے پانی پیتے، پھر اس طریقہ کو ان کے فرزند حضرت ہاشم نے بھی جاری رکھا، پھر عبد المطلب کا بھی یہی دستور رہا، بعد میں جب انھوں نے زمزم کی کھدائی کی، اور باہر سے پانی

لانے کی مشقت ختم ہوگئی، تو وہ کشمش خرید کر زمزم کے پانی میں ڈال دیتے، اور حجاج وہی پانی پیتے، ان کے بعد پانی پلانے کا وظیفہ ان کے چھوٹے صاحبزادے حضرت عباس کے سپرد ہوا، اسی دوران اسلام کو غلبہ نصیب ہوا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا یہ منصب برقرار رکھا، اور وہ اب تک بنی عباس کے ہاتھوں میں ہے۔ (فتح الباری، ج:۳، ص:۴۹۱) (اب یہ منصب سعودی گورنمنٹ نے اپنی تحویل میں لے لیا ہے)

امام طبرانی اور علامہ فاکہی نے سائب مخزومی کی روایت نقل کی ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ حضرت عباس کے حوض سے پیو، کیونکہ وہ سنت ہے۔

حدیث کے بعض الفاظ کی شرح

فضل، حضرت عباس کے فرزند اور عبداللہ کے بھائی ہیں، ان کی والدہ ام الفضل، لبابہ بنت الحارث ہلالیہ ہیں، اور یہی حضرت عبداللہ کی بھی والدہ ہیں۔

حضرت عباس نے جو یہ فرمایا کہ لوگ اس میں ہاتھ ڈال ڈال کر پیتے ہیں، اس سے ان کا مقصد آپ کی تعظیم تھی کہ جو پانی لوگوں کے ہاتھ ڈالتے رہنے کی وجہ سے آلودہ ہوگیا ہے، وہ پانی آپ نہ پئیں، یہ بات از راہِ محبت تھی۔ چنانچہ طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عباس نے عرض کیا کہ یہ تو گندہ ہے، آپ کو گھر سے پانی لاکر پلاتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ نہیں مجھے وہی پانی پلاؤ، جو دوسرے لوگ پیتے ہیں، یہ رسول اللہ ﷺ کا کمالِ تواضع تھا۔

اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ ”مجھے اگر تمہارے مغلوب ہوجانے کا اندیشہ نہ ہوتا“ تو اس سلسلے میں داؤدی نے لکھا ہے کہ تم لوگ مجھے پانی کھینچنے نہیں دوگے، اور میں ایسا کام نہیں کرنا چاہتا جو تمہیں ناگوار ہو، لیکن مجبوراً تمہیں گوارا کرنا پڑے۔ (مغلوبیت کا یہی معنی ہے)

لیکن دوسرے علماء نے اس کا مطلب یہ لکھا ہے کہ اگر میں پانی کھینچنے کا کام کروں، تو تم پر یہ عمل واجب ہوجائے گا، پھر تم پر یہ عمل غلبہ پالے گا، یعنی میرے عمل کی وجہ

سے تم پر وجوب ثابت ہو جائے گا۔

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اگر میں پانی کھینچوں تو بعد میں آنے والے حکام میرے اس عمل کی وجہ سے یہ منصب اپنی تحویل میں لے کر تم پر غلبہ حاصل کرلیں گے۔

حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں تحریر فرمایا ہے کہ بظاہر اس کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر عام لوگ مجھے پانی کھینچتے دیکھیں گے تو چونکہ انھیں میری اقتداء کی حرص ہے، اس لئے وہ اس کام کے لئے بھیڑ لگادیں گے اور اتنا ہجوم ہوگا کہ تم لوگ اس کو انجام نہ دے سکو گے، اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا تو میں بھی پانی کھینچتا۔ (فتح الباری، ج:۳، ص:۴۹۲)

ابن بزیزہ کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کا منشا یہ ہے کہ چاہ زمزم سے پانی نکالنے اور اس کے انتظام کا کام صرف بنی عباس کے ساتھ مخصوص رہے، اور کوئی دوسرا اس میں شریک نہ ہو۔

آپ کا یہ ارشادِ مبارک اس بات کی دلیل ہے کہ جو چیزیں عوام الناس کے استعمال کے لئے مختص ہوں ان کا استعمال نبی ﷺ اور آپ کی آل کے لئے حرام نہیں ہے، چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے زمزم کا حوض عام حجاج کے استعمال کے لئے بنایا تھا، اور اس سے رسول اللہ ﷺ نے پانی نوش فرمایا۔ ابن منیر نے لکھا ہے کہ ایسی عوامی چیزوں کے بارے میں یہ کہا جائے گا کہ ان کا تعلق نفع عام سے ہے، ہر شخص اسے استعمال کرسکتا ہے، اغنیاء کے لئے یہ بمنزلہ ہدیہ کے ہے، اور فقراء کے لئے بمنزلہ صدقہ کے۔

مسائل واحکام

اس حدیث سے جو مسائل اور احکام مستنبط ہوتے ہیں وہ بہت ہیں۔

(۱) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوسرے سے پانی مانگنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، نیز یہ کہ اگر کوئی شخص کسی کے ساتھ کوئی تعظیم اور اکرام کا معاملہ کرنا چاہتا ہو، مگر دوسری کوئی مصلحت اس کے قبول کرنے سے مانع ہو تو اس تعظیم واکرام کے رد کرنے

میں کوئی حرج نہیں ، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بر بنائے تواضع حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی تعظیمی پیشکش کو قبول نہیں کیا۔

(۲) اس میں پانی پلانے کی ترغیب ہے، خصوصاً زمزم پلانے کی۔

(۳) اس حدیث سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کس قدر متواضع تھے اور آپ کے اصحاب آپ کی اقتداء وپیروی کے کس درجہ شائق اور حریص تھے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ کھانے پینے کی چیزوں کے سلسلے میں ناپسندیدگی اور کراہت کا اظہار نہیں کرنا چاہئے۔

(۴) اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اشیاء میں اصل طہارت ہے، چنانچہ جس پانی میں تمام لوگوں کا ہاتھ پڑتا تھا اس سے پانی پینا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ پانی باوجود ہاتھوں کے پڑنے کے پاک ہے، کیونکہ کسی نجاست کا پڑنا معلوم نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

زمزم پینے کی ترغیب

منافق زمزم کو سیراب ہوکر نہیں پیتا

ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی آیا اور ان کے پہلو میں بیٹھ گیا، اس سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کہ تم کہاں سے آئے؟ اس نے کہا کہ میں زمزم پی کر آرہا ہوں، فرمایا کہ جیسا چاہئے ویسا پیا تھا، اس نے عرض کیا کیسا چاہئے تھا؟ فرمایا کہ قبلہ کی جانب رُخ کرلو، بسم اللہ پڑھو، پھر تین سانس میں پیو، اور جب پی چکو تو الحمد پڑھو اور خوب آسودہ ہوکر پیو، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ہمارے درمیان اور منافقین کے درمیان علامت یہ ہے کہ وہ لوگ زمزم کو خوب آسودہ ہوکر نہیں پیتے۔ (ابن ماجہ)

زمین کا سب سے عمدہ پانی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زمین کے اوپر سب سے عمدہ پانی زمزم ہے، اس میں غذائیت بھی ہے اور بیماری سے شفا بھی ہے، اور زمین کے اوپر سب سے بدتر پانی حضر موت میں وادیٔ برہوت کا پانی ہے، جیسے ٹڈیوں کا جھنڈ کہ صبح کے وقت پانی اچھلتا ہوا ہوتا ہے اور شام کو تری کا نام ونشان نہیں رہتا۔

غذائیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر بھوکا آدمی اسے پیئے ،تو اس کا پیٹ بھر جائے ، جس طرح کھانے سے آسودگی حاصل ہوتی ہے اس سے بھی آسودگی حاصل ہوتی ہے۔

ابن جریج سے منقول ہے کہ میں نے یہ بات سنی ہے کہ زمین کا سب سے بہتر پانی زمزم ہے اور سب سے بدتر پانی برہوت کا ہے، یہ حضر موت کی ایک وادی ہے، اور زمین کی سب سے بہتر جگہ مسجد ہے اور سب سے بدتر بازار ہے۔ (مصنف عبدالرزاق)

سعید بن منصور نے اپنی سنن میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ لوگوں کے درمیان سب سے بہتر دو وادیاں ہیں، ایک مکہ کی وادی، اور دوسری ایک وادی ہندوستان میں جہاں حضرت آدم علیہ السلام ہیں، اور وہیں خوشبو پیدا ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

آبِ زمزم کے متعلق سلفِ صالح کا اہتمام

ہم دیکھ چکے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ آبِ زمزم پینے کے کتنے شائق اور حریص تھے، پھر سلف صالح بھی آپ کے نقش قدم پر چلے، چنانچہ وہ چاہتے تھے کہ جو شخص بھی شہر مکرم مکہ معظّمہ میں آئے اور مسجد حرام میں داخل ہو، وہ وہاں سے رخصت ہونے سے پہلے زمزم ضرور پیئے۔

عبداللہ بن خثیم کہتے ہیں کہ میں حضرت سعید بن جبیر کے ساتھ مسجد حرام میں آیا، وہاں ایک حوض میں آب زمزم جمع کیا ہوا تھا، آپ حوض کے پاس تشریف لے گئے، انھوں نے چلو سے پانی نکالا اور اسے پیا۔ (ابن ابی شیبہ)

مجاہد فرماتے ہیں کہ لوگ جب بیت اللہ سے رخصت ہوتے، تو زمزم کے پاس جا کر پانی پینے کا اہتمام کرتے۔

حمید بن بکر کہتے ہیں کہ میں پسند کرتا ہوں کہ اگر آدمی سے ہو سکے تو زمزم پیئے اور پلائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سب سے بہتر کنواں زمزم ہے، اور سب سے بدتر برہوت ہے۔

کعب احبار کہتے ہیں کہ اس کا نام رواء (سیراب کرنے والا) ہے، غذا ہے، شفاء امراض ہے۔

حضرت عطاء اپنے استاذ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں

نیکوں کے مصلیٰ پر نماز پڑھو اور اچھے لوگوں کا پانی پیو، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کہ نیکوں کا مصلیٰ کیا ہے؟ فرمایا کہ میزاب (کعبہ مطہرہ کے پرنالہ) کے نیچے، پھر پوچھا گیا کہ اچھے لوگوں کا پانی کیا ہے؟ فرمایا کہ آب زمزم۔

تابعی جلیل حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ جس مقصد کے لئے زمزم پیو گے وہی فائدہ حاصل ہوگا۔ (عبدالرزاق)

حضرت عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے زمزم اس طرح پیا کہ ایک ڈول زمزم کا لیا، پھر قبلہ رخ ہوئے اور بار بار پیا، یہاں تک کہ خوب پیٹ بھر کر پیا، پھر فرمایا کہ منافق اسے آسودہ ہو کر نہیں پیتا۔ (عبدالرزاق)

زمزم کی یہ بڑی فضیلت ہے کہ جس نے اسے پیا اس کے لئے یہ بمنزلہ کھانے کے ہے، نیز کھانے کے ہضم پر بھی معین ہے، یہ دونوں متضاد باتیں صرف زمزم کی خصوصیت ہے، یعنی زمزم پینے سے جہاں آسودگی ہوتی ہے وہیں اگر معدے کا مریض جسے بھوک نہ لگتی ہو، کھانا نہ ہضم ہوتا ہو، اسے پیئے تو کھانا ہضم ہو جاتا ہے، اور بھوک کھل جاتی ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس سلسلے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں لوگوں کو زمزم کی بڑی رغبت تھی، یہاں تک کہ اہل وعیال والے علی الصباح اپنے بال بچوں کو لے کر زمزم پر پہونچ جاتے تھے اور اسے پی لیتے تھے، اور یہی ان کا صبح کا کھانا تھا اور ہم اس کو اہل وعیال کے لئے معاون قرار دیتے تھے۔ (ازرقی)

زمزم کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ یہ پیٹ کی بیماری کو دفع کرتا ہے، بھوک سے آسودہ کرتا ہے اور پیاس میں سیرابی بخشتا ہے، چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک دن ارشاد فرمایا جو آدمی زمزم کو خوب پیٹ بھر کر پیئے گا، اللہ تعالیٰ اس کو شکم کے مرض سے شفا دے گا، اور جو پیاس میں پیئے گا سیراب ہوگا، اور جو بھوک میں پیئے گا آسودہ ہوگا۔ (سعید بن منصور)

زمزم کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ اسے مہمانوں کو بطور تحفہ پیش کیا جاتا ہے ،اور قافلے والے اسے ساتھ لے جاتے ہیں ، چنانچہ مجاہد بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس ﷛ کے پاس جب کوئی مہمان آتا تو اسے آب زمزم کا تحفہ دیتے ،اور جب بھی کسی کو کھانا کھلاتے تو زمزم ضرور پلاتے ۔(فاکہی)

زمزم کے فضائل میں یہ بھی ہے کہ اسے پی کر ہی بیت اللہ سے رخصت ہونا مستحب ہے ، چنانچہ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ حضرات سلف جب بیت اللہ سے رخصت ہوتے تو زمزم کے پاس آکر پانی پینے کا اہتمام کرتے ۔(ابن ابی شیبہ)

آبِ زمزم سے نبی ﷺ کے قلب اطہر کا غسل

حضرت ابوذر ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں مکہ میں تھا کہ میرے گھر کی چھت کھولی گئی ، دیکھا کہ اس سے حضرت جبرئیل اترے ،انھوں نے میرا سینہ کھولا اور اسے آب زمزم سے غسل دیا ، پھر سونے کا ایک طشت لایا گیا جو ایمان و حکمت سے بھرا ہوا تھا ،اس کو میرے سینے میں انڈیل دیا ،اور پھر بند کر دیا ،اس کے بعد میرا ہاتھ پکڑ کر آسمانِ دنیا پر لے گئے ۔(بخاری و مسلم)

گھر کی چھت کھولنے میں حکمت یہ ہے کہ فرشتہ آسمان سے آپ کے پاس دفعۃً واحدۃً آیا ، درمیان میں کسی اور جانب متوجہ نہیں ہوا تا کہ یہ بات ظاہر ہو کہ وہ صرف آپ ہی کے پاس آیا تھا ، نیز اس میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ آپ کی معراج سابقہ وعدہ کے بغیر ہوئی ، ممکن ہے کہ اس تمہید میں یہ بھی رمز ہو کہ شق صدر کا واقعہ ہونے والا ہے ، گویا چھت کے پھٹنے اور فوراً درست ہونے کی صورت میں فرشتے نے وہ کیفیت آپ کو ملاحظہ کرا دی جو ابھی شق صدر کی صورت میں ظاہر ہونے والی ہے ، یہ حق تعالیٰ کا خاص لطف و کرم تھا۔

(فتح الباری ، ج:۱،ص:۴۶۰)

''آب زمزم سے غسل دیا گیا'' اس سے آب زمزم کی تمام پانیوں پر فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔

آب زمزم سے قلب اطہر کے غسل کی حکمت

مشہور صوفی بزرگ اور محدث حضرت ابن ابی جمرہ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے قلب اطہر کو جنت سے پانی لاکر نہیں دھویا گیا، کیونکہ زمزم بھی اصلاً جنت ہی کا پانی ہے، پھر اسے ہماری زمین میں رکھ دیا گیا ہے، اس سے غسل دینے میں حکمت یہ ہے کہ زمین میں آپ کی برکت موجود رہے۔

سہیلی لکھتے ہیں کہ چونکہ زمزم روح القدس حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ایڑ مارنے سے نکلا ہے، اور نبی ﷺ کے جد امجد حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ماں کے واسطے نکلا ہے، پس جب آپ کو دربار قدس میں جا کر مناجات کے لئے حاضر ہونا تھا، تو یہی مناسب ٹھہرا کہ اسی پانی سے آپ کے قلب اطہر کو غسل دیا جائے۔

سونے کے طشت کی حکمت

تمام دھاتوں میں سے سب سے اعلیٰ اور ارفع دھات سونا ہے، اور اس کا برتن تمام برتنوں سے بڑھ کر ہے، اور اس میں جو خواص ہیں وہ دوسری دھاتوں میں نہیں پائے جاتے، مثلاً یہ کہ وہ جنت کی دھات ہے، اسے نہ آگ کھا سکتی ہے اور نہ مٹی، اور نہ اسے زنگ لگتا ہے، نیز یہ کہ وہ سب سے وزنی دھات ہے، لہٰذا اسے وحی کے وزن سے مناسبت ہے۔ (فتح الباری)

اس حدیث سے بلاشبہ یہ وضاحت ہوتی ہے کہ آب زمزم کو دوسرے تمام پانیوں پر فضیلت حاصل ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

آبِ زمزم سے علاج سیرت نبویہ میں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ آبِ زمزم کو برتنوں اور گھڑوں میں بھر کر لے جاتے اور مریضوں پر ڈالتے اور انھیں پلاتے۔ (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ کی یہ عملی حدیث اس بات کی روشن دلیل ہے کہ آبِ زمزم کو مکہ مکرمہ کے باہر لے جانا مستحب ہے، حجاج خواہ کسی ملک کے ہوں، وہ اپنے ساتھ زمزم کو لے جائیں، یہ امر مستحسن ہے۔

اس حدیث سے زمزم کے ذریعے علاج کا طریقہ بھی معلوم ہوتا ہے، وہ یہ ہے:

(۱) جس مریض کا آبِ زمزم سے علاج مقصود ہو، اسے لایا جائے، اور دوسرا آدمی برتن میں زمزم لئے ہو۔

(۲) جس کے ہاتھ میں زمزم ہے وہ اس نیت سے مریض پر پانی ڈالے کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کو شفاء نصیب فرمائیں۔

(۳) اس سے آسان یہ ہے کہ مریض خود بہ نیت علاج آبِ زمزم سے غسل کرے۔

(۴) اس کے بعد چاہئے کہ آبِ زمزم پی لے، اور خوب پیٹ بھر کر پیئے۔

یہاں میرے مسلمان بھائی اور بہن یہ ضرور خیال رکھیں کہ آبِ زمزم کی یہ تاثیر اس شخص کے لئے خوب ظاہر ہوگی جو دل سے اس حدیث کی تصدیق کرتا ہو، اور یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے زمزم کے پانی کو شفاء کے حصول کا سبب بنایا ہے، ایسا نہ ہو کہ مریض اس عمل کو بطور تجربہ کرنے لگ جائے، ایسی صورت میں اگر فائدہ ہو تب تو خیر، اور اگر خدا نخواستہ فائدہ نہ ہوا تو اپنا عقیدہ خراب کر بیٹھے گا۔ یہ بات اہل ایمان کو زیبا نہیں ہے، اہل

ایمان کو تو اس بات کا قلبی یقین اور پورا اطمینان حاصل ہونا چاہئے کہ اس پانی سے شفاء حاصل ہوتی ہے۔

بخار کا علاج

ابو جمرہ ضبعہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس مکہ میں بیٹھا کرتا تھا، ایک روز مجھے بخار آیا تو انھوں نے فرمایا کہ اسے آبِ زمزم سے ٹھنڈا کرو، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ بخار جہنم کی حرارت کا اثر ہے، اس کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔ یا یہ فرمایا کہ زمزم کے پانی سے ٹھنڈا کرو۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بخار والے کے بدن اور کپڑے کے اوپر زمزم کا چھینٹا مارتی تھیں۔

بخار جہنم کی حرارت کا اثر ہے

یہاں ہم کو حدیث پر ایک نگاہ پھر ڈال لینی چاہئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ **الحمیٰ من فیح جھنم**، یعنی بخار جہنم کی گرمی سے ہے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ بخار کی نسبت جو جہنم کی جانب کی گئی ہے، اس میں قدرے اختلاف ہے، بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ حقیقت ہے، یعنی بخار زدہ کے بدن میں جو حرارت ہوتی ہے وہ جہنم کا ایک ٹکڑا ہے، اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اس لئے ظاہر کر دیا ہے کہ بندے اس سے عبرت حاصل کریں، اسی طرح خوشی اور لذت جنت کی نعمتوں سے تعلق رکھتی ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بطور نصیحت و عبرت کے رکھ دیا ہے۔ اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ نہیں، اس سے فقط تشبیہ مقصود ہے، مطلب یہ ہے کہ بخار کی حرارت جہنم کی گرمی کے مانند ہے، تاکہ انسانوں کو جہنم کی گرمی کا احساس ہو، یہ شدید گرمی جہنم کی لپٹ کے مشابہ ہے۔

دردِ سر اور ضعفِ نظر کا علاج

علامہ ازرقی نے اپنی کتاب ''تاریخ مکہ'' میں ضحاک بن مزاحم (مشہور تابعی) کا قول نقل کیا ہے کہ مجھے یہ روایت پہونچی ہے کہ زمزم کو خوب آسودہ ہوکر پینا نفاق سے بری ہونے کی علامت ہے، اوراس کا پانی دردِ سر کو دفع کرتا ہے، اور زمزم کے کنویں میں نظر کرنے سے بینائی تیز ہوتی ہے، اوراس پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ وہ نیل اور فرات سے زیادہ شیریں ہوگا۔

برادرانِ اسلام! بے شمار آدمیوں کو دردِ سر لاحق ہوا، اور انھوں نے بہ نیت شفا زمزم پیا ہی تھا کہ دردِ سر کافور ہوا۔ جی ہاں! اور یہ کچھ عجیب وغریب بات نہیں ہے، حقیقت یہ ہے کہ آب زمزم جس مقصد کے لئے پیا جائے وہی حاصل ہوتا ہے۔ اخبارات ورسائل میں اس طرح کے نہ جانے کتنے واقعات شائع ہوتے رہتے ہیں، جن سے عام آدمی حیرت زدہ ہوکررہ جاتا ہے، لیکن کیا آب زمزم بھوک کے لئے غذا اور بیماری کے لئے شفاء نہیں ہے؟ پھر حیرت کی کیا بات ہے۔

حکایت

مجھ سے ایک افریقی دوست نے خداوند تعالیٰ کی قسم کھا کر بتایا کہ اس کے منہ میں کئی سالوں سے سخت تکلیف تھی، وہ جب زمزم کے پاس آیا، اوراس کو شفا کی نیت سے پیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے شفاء بخشی۔

بے شک......آب زمزم بابرکت پانی ہے۔

بے شک......آب زمزم جس نیت سے پیا جائے، وہ نیت پوری ہوتی ہے۔

وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں وہب کی جان ہے، اللہ کی کتاب میں ہے کہ یہ بھوکے کی غذا اور بیمار کے لئے شفاء ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں وہب کی جان ہے، جو بھی اسے خوب پیٹ بھر کر پیتا ہے اس کی بیماری دور ہوتی اوراسے شفاء حاصل ہوتی ہے۔ (عبدالرزاق)

چنانچہ جلیل القدر صحابی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی اس شفاء اور اس برکت کو ذکر فرماتے ہیں، ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ ہر بیماری سے شفاء ہے۔ (عبدالرزاق و دار قطنی)

اور یہ جو روایت میں آیا ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ زمزم کا پانی دریائے نیل اور فرات سے زیادہ شیریں ہوگا، اس سلسلے میں ابو محمد خزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بات ہم نے ۲۸۱ھ میں دیکھی۔ واقعہ یہ ہوا کہ ۲۷۹ھ اور ۲۸۰ھ میں مکہ مکرمہ میں بکثرت بارش ہوئی، اور وادیوں میں سیلاب آ گیا، اس وقت زمزم کا پانی بہت زیادہ ہو گیا تھا، اور اوپر اٹھ کر بالکل قریب آ گیا تھا، اوپری کنارہ سے پانی تقریباً سات ہاتھ کے فاصلے پر رہ گیا تھا۔ میں نے اتنا قریب اس کو کبھی نہ دیکھا تھا، اور نہ کسی کو سنا کہ اس نے اس قدر نزدیک کبھی دیکھا ہو، اس وقت یہ پانی بہت شیریں بھی ہو گیا تھا، ان دنوں مکہ میں کوئی پانی اتنا شیریں اور لذیذ نہ تھا، اس کی حلاوت اور شیرینی کی وجہ سے زیادہ تر اہل مکہ اسی پانی کو پینے کے لئے ترجیح دیتے تھے، چنانچہ بڑے بوڑھے بھی یہی کہتے تھے کہ اتنا شیریں یہ پانی کبھی نہیں دیکھا گیا۔ ۲۸۳ھ میں اپنی سابقہ حالت پر چلا گیا، تاہم کثرت اب بھی وہی باقی رہی۔ ہمارا اندازہ تھا کہ اگر کنواں مکہ کے نشیبی حصہ میں ہوتا تو اس کا پانی زمین پر بہنے لگتا، کیونکہ مسجد نشیبی حصہ سے بلند ہے، اور کنواں مسجد سے بلند ہے۔ چنانچہ ان دو سالوں میں مکہ مکرمہ کے نشیبی راستوں اور وادیوں نیز ان جگہوں میں بنے ہوئے مکانات میں پانی ابلتا تھا۔ (تاریخ مکہ)

آبِ زمزم جس نیت سے پیا جائے

حضرت جابر، عبداللہ ابن عباس، عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

ماء زمزم لماشرب له (احمد و ابن ماجہ وغیرہ)

زمزم کا پانی وہی نفع دیتا ہے، جس نیت سے پیا جائے۔

علماء کرام نے اس حدیث کی شرح میں بہت مفصل کلام کیا ہے، چنانچہ علامہ مناوی تحریر فرماتے ہیں:

آبِ زمزم تمام پانیوں کا سرتاج، سب سے اشرف، سب سے بلند رتبہ اور سب سے محبوب تر پانی ہے۔

اور **لما شرب له** کے متعلق فرماتے ہیں کہ چونکہ یہ پانی اپنے خلیل علیہ السلام کے فرزند کے لئے خاص طور سے عطا فرمایا ہے، اور اس سے ان کی تکلیف دور کی ہے، لہٰذا بعد والوں کے لئے بھی اس میں راحت کا سامان باقی رہ گیا ہے، جو شخص بھی اسے اخلاص کے ساتھ پئے گا، اس کی مشکل حل ہوگی، چنانچہ بہت سے علماء نے اپنے مخصوص مقاصد کے لئے اسے پیا اور کامیاب ہوئے۔

بینائی کا حصول

العقد الثمین کے مؤلف نے لکھا ہے کہ احمد بن عبداللہ شریفی جو حرم مکی میں فراش تھے، وہ نابینا ہوگئے تھے، انھوں نے بغرض شفاء زمزم پیا تو ان کی بینائی لوٹ آئی، ان کے علاوہ اور بھی بہت سے حضرات نے بڑے بڑے مقاصد کے لئے زمزم کا پانی نوش کیا اور کامیاب رہے۔

امام نوویؒ اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ جس نے بھی آبِ زمزم کسی ضرورت کے لئے پیا، اس کی ضرورت پوری ہوتی ہے۔ اس کا تجربہ علماء و صالحین نے خوب کیا ہے، دینی حاجات کے لئے بھی اور اخروی مقاصد کے لئے بھی۔

علامہ مسعودی لکھتے ہیں کہ زمزم کا نام زمزم اس لئے پڑا کہ اگلے زمانے میں لوگ گھوڑوں پر سوار ہوکر یہاں آتے اور گھوڑے پانی پی کر مخصوص آواز نکالتے تھے، یہ آواز زمزمہ کہلاتی ہے۔ اسی بنا پر اس کا نام زمزم ہوگیا۔

برقی نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ زمزم کا نام

زمزم اس لئے ہوا کہ اسے مٹی کی مینڈ بنا کر روکا گیا تھا، تاکہ دائیں بائیں بہہ نہ جائے، عربی میں زم یــــزم کے معنی روکنے کے آتے ہیں، اگر اسے روکا نہ جاتا اور یوں ہی چھوڑ دیا جاتا تو تمام روئے زمین پر پھیل جاتا۔

مشہور امام مغازی ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالمطلب کے وقت میں زمزم کے ظہور سے پہلے مکہ مکرمہ میں متعدد کنویں تھے، پھر جب زمزم کا کنواں ظاہر ہوا تو باقی سب کنویں فنا ہوگئے، چونکہ یہ کنواں مسجد حرام میں تھا، اور اس کا پانی سب سے بہتر تھا، اس لئے لوگوں کی تمام تر توجہ اسی کی طرف ہوگئی۔

حدیث مذکور کی عمدہ ترین شرح

اس حدیث کی سب سے بہترین شرح مشہور تابعی حضرت مجاہد نے فرمائی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:

☆ اگر تم زمزم اس نیت سے پیو کہ اس سے اللہ تعالیٰ تم کو شفا بخشیں تو شفا حاصل ہوگی۔ ☆ اگر تم زمزم اس نیت سے پیو کہ آسودگی اور سیری حاصل ہو اللہ تعالیٰ آسودہ فرمادیں گے۔ ☆ اگر تم زمزم اس قصد سے پیو کہ تمہاری پیاس دور ہو تو اللہ تعالیٰ تمہاری پیاس دور فرمادیں گے۔

علامہ ابن قیم کا ارشاد

علامہ ابن قیم ارشاد فرماتے ہیں کہ آبِ زمزم سے حصولِ شفاء کے تجربات مجھ کو بھی اور دوسروں کو بھی بہت عجیب عجیب ہوئے ہیں، خود مجھے اللہ کے حکم سے اس کے ذریعہ متعدد امراض سے شفا حاصل ہوئی ہے، اور میں نے ایسے بھی کئی لوگوں کو دیکھا ہے، جو کئی کئی دن تک زمزم پر بجائے غذا کے اکتفا کرتے رہے۔ بعض پندرہ دن تک، بعض اس سے بھی زیادہ، اور انھیں بھوک کا احساس نہیں ہوا، چنانچہ وہ لوگوں کے ساتھ طواف میں مشغول رہتے اور بعض لوگوں نے بتایا کہ وہ اسی پر چالیس دن تک اکتفا کئے رہے، اور انھیں قوت

حاصل رہی، روزہ بھی رکھتے رہے اور بار بار طواف بھی کرتے رہے۔

آبِ زمزم پینے کے آداب اور دعائیں

میرے دینی بھائیو! جب زمزم پینے کا ارداہ ہوتو قبلہ رو کھڑے ہو جاؤ، بسم اللہ پڑھو اور تین سانس میں خوب شکم سیر ہو کر پیو، اور جب پی چکو تو الحمد للہ کہو، اور صدقِ دل اور یقین کامل کے ساتھ یہ دعائیں پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْماً نَافِعاً وَقَلْباً خَاشِعاً وَدُعَاءً مُّسْتَجَاباً۔

اے اللہ! میں آپ سے علم نافع، قلب خاشع اور دعاء مقبول کا سوال کرتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّہٖ عَاجِلِہٖ وَآجِلِہٖ مَاعَلِمْتُ مِنْہُ وَمَالَمْ اَعْلَمُ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّہٖ عَاجِلِہٖ وَآجِلِہٖ مَاعَلِمْتُ مِنْہُ وَمَالَمْ اَعْلَمُ۔

اے اللہ! میں آپ سے ہر بھلائی کا سوال کرتا ہوں، فوری ہو یا بعد میں ہو، اسے میں جانتا ہوں یا نہ جانتا ہوں، اور ہر شر سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں، فوری ہو یا دیر میں ہو، اسے میں جانتا ہوں یا نہ جانتا ہوں۔

علامہ شوکانی کا ارشاد

حدیث مذکورہ بالا پر امام شوکانیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:

”یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ زمزم کا پانی جس نیت سے پیا جائے، وہ نفع حاصل ہوتا ہے، خواہ اُخروی مقصد ہو، خواہ دنیوی، کیونکہ حدیث میں لفظ ”ما“ تمام مقاصد کو شامل ہے۔

ایک شبہ کا جواب

یہاں علامہ شوکانی ایک اعتراض کا جواب دیتے ہیں، جو کمزور ایمان والوں کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس حدیث پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ زمزم کی اس تاثیر کے باوجود مکہ کے باشندے کھانا کھانے کے محتاج رہتے ہیں، انھیں زمزم آسودہ نہیں کرتا،

نیز وہ مریض بھی ہوتے ہیں انھیں علاج بھی کرانا پڑتا ہے، اور بعض تو برابر بیمار ہی رہتے ہیں، اور یہ بات نبی ﷺ کے زمانہ میں بھی تھی اور آپ کے بعد بھی۔

علامہ شوکانی نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یہ تاثیر اس شخص کے ساتھ مخصوص ہے جو حالت اضطرار میں ہو، اپنے اعتقاد میں مخلص ہو، اور رب تبارک وتعالیٰ کے حضور میں یکسوئی کے ساتھ متوجہ ہو۔

روزِ قیامت کی پیاس سے بچاؤ

حدیث مذکور کی روشنی میں اگر کوئی شخص آبِ زمزم کو قیامت کے دن کی پیاس سے بچنے کی نیت سے پیئے تو اللہ کے فضل وکرم اور اس کے احسان سے انشاء اللہ یہ مقصد حاصل ہوگا۔

سوید بن سعید کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک کو دیکھا کہ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور زمزم پر پہونچ کر کنویں سے پانی نکالا اور کہا:

اے اللہ! ابن ابی الموال نے ہم سے حدیث بیان کی، ان سے محمد بن منکدر نے، ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے، اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ **ماء زمزم لما شرب له**، تو میں یہ قیامت کی پیاس کے واسطے پیتا ہوں، یہ کہہ کر انھوں نے زمزم پیا۔

زمزم بہ نیت شفاء

ہم پہلے واضح کر چکے ہیں کہ زمزم بلا تردد دوا بھی ہے اور شفا بھی، لیکن حصولِ شفا کے لئے ضروری ہے کہ نیت کا خوب استحضار ہو، اور نبی کریم ﷺ کے فرمان پر کامل یقین ہو، چنانچہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے شفا کی نیت سے پیا کرتے تھے۔ علامہ فاکہی نے ابن اسحاق کے واسطے سے عباد بن عبداللہ بن زبیر کی روایت نقل کی ہے کہ:

ایک مرتبہ ہم لوگ حج میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، جب وہ طواف سے فارغ ہوئے تو انھوں نے مقامِ ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز ادا کی، پھر صفا کی طرف

جاتے ہوئے زمزم کے پاس گذرے تو فرمایا کہ اے لڑکے ایک ڈول پانی نکالو، اس نے نکالا، تو آپ نے اسے پیا اور اپنے چہرے پر اور سر پر ڈالا، اور فرمایا کہ زمزم شفا ہے، اور جس مقصد کے لئے بھی پیا جائے اس کے لئے معین ہے۔

زمزم بہ قصدِ علم

میرے دینی بھائیو اور بہنو! کتنے ایسے علماء ہیں، جنھوں نے علم کی نیت سے زمزم پیا اور انھیں علم وحفظ کی دولت حاصل ہوئی، اور کتنے ایسے فقہاء ہیں جنھوں نے حصولِ تفقہ کے ارادہ سے زمزم نوش کیا اور ان کا سینہ اللہ تعالیٰ نے کھول دیا، اور یہ کچھ عجیب اور نادر بات نہیں ہے، بلاشبہ آبِ زمزم بابرکت پانی ہے اور جس مقصد کیلئے پیا جائے کافی ہے۔

امام حاکم نے لکھا ہے کہ ابوبکر بن محمد بن جعفر، حضرت امام ابن خزیمہ کے متعلق نقل کرتے ہیں ان سے ایک مرتبہ پوچھا گیا کہ آپ کو یہ عظیم الشان علم کس طرح حاصل ہوا، توانھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ماء زمزم لما شرب لہ، میں نے جب بھی زمزم پیا، اللہ تعالیٰ سے علم نافع کا سوال کیا۔ (سیر اعلام النبلاء، ج:۱۴، ص:۳۷۰)

پس اے علم نافع کے طالبو! آؤ، اور آب زمزم پیو، اور اللہ سے دعا کرو کہ تم کو علم عطا فرما کر احسان کریں۔

پس اے علم نافع کی طالبات! آؤ، اور آب زمزم پیو، اور اللہ سے دعا کرو کہ تمہیں علم عطا فرمائیں۔

زمزم بہ قصدِ حافظۂ و فہم

اوّل وہلہ میں آدمی کو حیرت ہوتی ہے، وہ سوچتا ہے کہ آب زمزم اور قوت حفظ کے درمیان کیا تعلق ہے؟ اور ذہن ثاقب اور آب زمزم کے درمیان کیا ربط ہے؟

میں کہتا ہوں کہ یہ ربط وتعلق بالکل واضح ہے، لیکن اس شخص کے لئے جس نے اپنے دل سے غفلت کا پردہ اٹھا دیا ہو۔

امام سیوطی کی حکایت

علامہ جلال الدین سیوطیؒ اپنے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے فضل وکرم سے ملک شام وحجاز، یمن، ہند، اندلس اور تکرور کے سفر کیئے ہیں، اور جب حج کیا تو زمزم چند مقاصد کے لئے پیا، ان میں ایک مقصد یہ بھی تھا کہ میں علم فقہ میں سراج الدین بلقینی کے مرتبہ کو پہونچوں اور حدیث میں حافظ ابن حجر کے۔

اب میں بطور تحدیث نعمت اپنی دعا کی قبولیت کا اعتراف کرتا ہوں ....کوئی فخر نہیں ہے.......... اور دنیا میں فخر سے کیا حاصل؟ خصوصاً اس وقت جبکہ میں دنیا سے رخصت ہونے کے لئے پابہ رکاب ہوں، بڑھاپا آچکا ہے، اور عمر کا بہترین حصہ جاچکا ہے۔(حسن المحاضرہ، ج:۱،ص:۲۱۰)

زمزم طلبِ حدیث کی نیت سے

زمزم پینے والے کو جس نیت کا ہمیشہ استحضار رہنا چاہئے، وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ کو سنے، انھیں یاد کرے اور انھیں سمجھے۔

امام بخاری کے استاذ حضرت حمیدی راوی ہیں کہ ہم امام ابن عیینہ کی مجلس میں حاضر تھے، انھوں نے ہم سے یہ حدیث بیان کی تھی، ماء زمزم لما شرب له، ایک آدمی مجلس میں کھڑا ہوگیا، اور اس نے یہ حدیث دہرائی اور سوال کیا کہ کیا یہ حدیث جو آپ نے بیان کی ہے صحیح نہیں ہے؟ فرمایا: کیوں نہیں، بالکل صحیح ہے۔ تب وہ آدمی بولا کہ حضرت میں نے آج زمزم کا ڈول اس نیت سے پیا ہے کہ آپ سو حدیثیں سنائیں۔

حضرت ابن عیینہ نے فرمایا اچھا بھائی بیٹھو، چنانچہ وہ بیٹھ گیا، اور آپ نے سو حدیثیں سنائیں۔ (درمنثور، ج:۴،ص:۲۲۱)

آب زمزم ایک غذا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ہم اس کا نام ’’شباعہ‘‘ رکھتے ہیں

یعنی آسودگی بخشنے والا۔ یہ ہمارے اہل وعیال کے لئے بہترین معاون تھا (عبدالرزاق)

شباعہ کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص آب زمزم پیئے، اس کی پیاس بھی دور ہوتی ہے اور بھوک بھی مٹ جاتی ہے، اس پانی کے فوائد تو ہیں ہی، اس میں کھانے کی بھی تاثیر ہے، اسی لئے جن لوگوں کو مالی وسعت نہ ہوتی تھی، وہ آب زمزم سے کام چلالیا کرتے تھے۔

یہ خاصیت خاص آب زمزم ہی کی ہے، اور یہ اس کی ایسی برکت ہے جس کی کوئی انتہانہیں۔

حضرت ابوذر غفاریؓ کا تجربہ

ایک تجربہ حضرت سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا سنئے! جب وہ اسلام قبول کرنے کے لئے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضری کی نیت سے مکہ شریف آئے، تو فرماتے ہیں کہ میں زمزم کے پاس پہونچا، اوراس سے میں نے اپنے بدن کا خون دھویا...... کفار نے انھیں اظہارِ اسلام کے بعد مار مار کر زخمی کردیا تھا...... اوراس کا پانی پیا، اوراسی حال پرتیس دن رہا، میرے واسطے سوائے آب زمزم کے کوئی غذا نہ تھی، آب زمزم کا یہ اثر ہوا کہ میں فربہ ہوگیا اور میرا پیٹ قدرے بڑھ گیا، اور مجھے بھوک کی تکلیف ذرا بھی محسوس نہ ہوتی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم کہاں تھے؟ عرض کیا کہ میں تیس دن سے یہیں تھا، فرمایا کہ تمہیں کون کھلاتا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ میرا کھانا ان دنوں صرف زمزم کا پانی رہا، اور دیکھئے میں موٹا ہوگیا ہوں، اور مجھے ذرا بھی بھوک کا احساس نہ ہوتا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ لاریب یہ مبارک پانی ہے، یہ بھوک کے لئے غذا ہے۔ (مسلم شریف)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس کو غذا جیسی تاثیر بخشی ہے، ورنہ مکہ کی بے آب وگیاہ وادی میں جسے اللہ تعالیٰ نے خود ''غیـــر ذی زرع'' فرمایا ہے، حضرت ہاجرہ اوران کے فرزند صرف اسی پانی سے کیونکر زندہ رہ سکتے تھے، کیا یہ اللہ تعالیٰ کا خاص بھید نہیں ہے، جوکہ آبِ زمزم میں ودیعت کیا گیا ہے؟

بہت سے اہل فن نے اس مبارک پانی کی تحقیقات میں سر کھپایا ہے، اور اس کی پوشیدہ خاصیتوں کا پتہ لگانا چاہا ہے، اور بعضوں نے تو یہ بھی چاہا کہ ٹھیک انھیں خواص وصفات پر مشتمل اسی جیسا پانی تیار کرلیں، مگر کارِ عبث کا ارادہ کیا، آخر انھوں نے خود اپنے عجز کا اعتراف کیا، اور کہا کہ آب زمزم وہی ہے جو زمزم کے کنویں سے نکلے، کتنا عجیب ہے یہ معجزہ؟ کتنی نرالی ہے اس کی شان؟ کیا آب زمزم دنیا میں اللہ کی ایک نشانی نہیں ہے؟

زمزم کے سلسلے میں شخصی تجربات وحکایات

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

ماء زمزم لماشرب له (احمد وابن ماجہ وغیرہ)

زمزم کا پانی جس نیت سے پیا جائے اس کے لئے کار آمد ہے۔

إن شربته تستشفي به شفاک الله۔

اگر تم اس کو حصولِ شفا کی نیت سے پیو تو اللہ تعالیٰ شفا بخشیں گے۔

إن شربته تشبعک أ شبعک الله به۔

اگر تم اس کو پیٹ بھرنے کی نیت سے پیو تو اللہ تعالیٰ پیٹ بھر دیں گے۔

إن شربته تقطع ظمأک قطعه الله۔

اگر تم اس کو پیاس بجھانے کی نیت سے پیو تو اللہ تعالیٰ پیاس بجھا دیں گے۔

وهی هزمة جبرئیل وسقیا إلیه اسماعیل۔

یہ حضرت جبرئیل کی ٹھوکر سے نکلا ہوا، اور حضرت اسماعیل کا پیاؤ ہے۔

(دار قطني ، حاکم)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد سراپا صدق وحق ہے، لیکن ان فوائد کے حصول کے لئے استعمال کرنے والے میں کچھ شرطیں درکار ہیں۔ شیخ ابن عربی فرماتے ہیں کہ یہ خصوصیات زمزم میں قیامت تک کیلئے موجود ہیں، مگر اس شخص کیلئے جس کی نیت صحیح ہو، اس کا باطن سالم

ہو، وہ اس کی تکذیب نہ کرتا ہو، اور صرف تجربہ کیلئے نہ پئے، لاریب کہ اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں کے ساتھ ہے، اور تجربہ کی نیت کرنے والوں کو رُسوا کر دیتا ہے۔ (تفسیر قرطبی)

حکیم ترمذی علیہ الرحمہ

حکیم ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ زمزم پینے والا، (۱) اگر اسے شکم سیر ہونے کے لئے پئے تو اللہ تعالیٰ اسے شکم سیر کریں گے۔ (۲) اگر پیاس بجھانے کے لئے پئے تو اللہ تعالیٰ اس کی پیاس دور کریں گے۔ (۳) اگر شفا کی نیت سے پئے تو اسے شفا ملے گی۔ (۴) اگر بدخلقی دور کرنے کے لئے پئے تو اللہ تعالیٰ اس کے اخلاق کو درست فرمادیں گے۔ (۵) اگر سینہ کی تنگی دور کرنے کے لئے پئے تو اللہ اس کا سینہ کھول دیں گے۔ (۶) اگر دل کی ظلمت دور کرنے کے لئے پئے تو اس کی ظلمت دور ہوگی۔ (۷) اگر غناء نفس کے لئے پئے تو غنا حاصل ہوگا۔ (۸) اگر کسی ضرورت کے لئے پئے تو اس کی ضرورت پوری ہوگی۔ (۹) اگر کسی امر ناگہانی کے لئے پئے تو اللہ تعالیٰ اس کی کفایت فرمائیں گے۔ (۱۰) اگر کسی پریشانی دور ہونے کی نیت سے پئے تو اللہ تعالیٰ اس کی پریشانی کو دور کریں گے۔ (۱۱) اگر حصولِ نصرت کے لئے پئے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائیں گے۔

اور خیر وصلاح کی جس نیت سے بھی اسے پئے گا، اللہ تعالیٰ اسے پورا کریں گے، اس لئے کہ اس نے ایسی چیز سے مدد حاصل کرنی چاہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے جنت سے اسی غرض کے واسطے دنیا میں ظاہر فرمایا ہے۔ (نوادر الاصول)

ان تاثیرات وخواص میں بڑا دخل پینے والے کی ایمانی وطبعی قوت، اس کی استعداد، اس کے توکل اور قوت قلب کا بھی ہے، کیونکہ آب زمزم ایک ہتھیار ہے، اور ہتھیار کے کارآمد ہونے کا تعلق اس کے استعمال کرنے والے کی قوت پر موقوف ہے۔

حکیم ترمذی فرماتے ہیں کہ میرے والد نے بیان کیا کہ میں نے ایک بار تاریک رات میں طواف شروع کیا، اچانک مجھے پیشاب کا تقاضا ہوا، میں روکتا رہا، یہاں تک کہ

مجھے تکلیف محسوس ہونے لگی، مجھے اندیشہ تھا کہ اگر میں مسجد کے باہر اس وقت نکلوں گا تو اندھیرے میں کچھ لوگوں کے اوپر میرا قدم ضرور پڑ جائے گا، اور اس سے انھیں ایذا ہوگی، اور زمانۂ حج کی وجہ سے کافی ہجوم تھا، میرے ذہن میں زمزم والی حدیث آئی، میں زمزم پر گیا اور شکم سیر ہوکر زمزم پیا، پھر صبح تک مجھے پیشاب کا احساس نہ ہوا۔(درّ منثور)

حضرت رُباح بن اسود

علامہ ازرقی نے حضرت رباح بن اسود رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ میں اپنے گھر والوں کے ساتھ ایک دیہات میں تھا، وہاں سے مجھے مکہ میں فروخت کردیا گیا، پھر مجھے آزادی مل گئی، میں وہاں تین دن اس حال میں رہا کہ کھانے کی کوئی چیز نہیں ملی، میں زمزم پیتا رہا۔ ایک دن میں زمزم پی رہا تھا کہ اپنے دانتوں میں دودھ کی چکنائی محسوس کی، میں نے کہا کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں کیا؟ لیکن واقعۃً مجھے دودھ والی قوت اور آسودگی محسوس ہوتی رہی۔(درّ منثور)

امام سُفیان ثوری

علامہ ابن جوزی نے اپنی کتاب ''مشیر الغرام الساکن لاشرف الاماکن '' میں لکھا ہے کہ عبدالرحمٰن بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس ہرات کے ایک برگزیدہ شیخ حضرت ابوعبداللہ تشریف لائے، انھوں نے فرمایا کہ میں علی الصباح مسجد حرام میں داخل ہوا، اور زمزم کے پاس جاکر بیٹھ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بوڑھا آدمی چہرے کو کپڑے سے چھپائے ہوئے زمزم کے دروازے سے داخل ہوا، کنویں کے پاس آیا اور ڈول سے پانی کھینچ کر پیا، میں نے ان کا بچا ہوا پانی پیا تو ایسا محسوس ہوا جیسے بادام کا ستو گھولا ہوا ہو، میں نے اس سے لذیذ ستو کبھی نہیں پیا تھا، میں ان بڑے میاں کی طرف لپکا تو وہ جا چکے تھے، پھر دوسرے دن بھی میں اسی وقت پہونچا اور زمزم کے پاس بیٹھ گیا، آج بھی وہ بڑے میاں آئے اور ڈول میں پانی نکال کر پیا، میں نے ان کا بچا ہوا پانی پھر پیا، تو آج

ایسا محسوس ہوا جیسے شہد ملا ہوا دودھ ہو، میں نے اس سے اچھا مزہ کبھی نہیں پایا تھا، میں ان کی طرف لپکا تو وہ پھر جا چکے تھے۔ میں تیسرے دن پھر اسی وقت زمزم کے پاس جا کر بیٹھا، پھر وہی بڑے میاں وہاں آئے اور کنویں سے ڈول سے پانی نکال کر پیا، میں نے ان کا بچا ہوا پانی پیا تو ایسا محسوس ہوا کہ شہد سے تیار کی ہوئی نبیذ ہو، کہ اس سے لذیذ میں نے کبھی نہ چکھی تھی۔ میں نے چادر لی اور ہاتھ میں لپیٹا اور انھیں پکارا کہ حضرت! آپ کو اس گھر کا واسطہ! آپ کون ہیں؟ فرمایا پوشیدہ رکھو گے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا کہ میرے مرنے سے پہلے ظاہر نہ کرنا، میں نے اقرار کیا، فرمایا کہ میں سفیان بن سعید ثوری ہوں۔

علامہ ابن قیم

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ آبِ زمزم تمام پانیوں کا سرتاج، سب سے اشرف، بلند مرتبہ، محبوب ترین، بیش قیمت اور نفیس ہے۔ وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ایڑ مارنے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تشنگی بجھانے کے لئے جاری ہوا تھا، میں نے بھی اور دوسرے بہت سے حضرات نے بھی اس کے متعلق عجیب عجیب تجربات کئے ہیں، میں نے تو کئی امراض کے علاج کے لئے اسے پیا اور اللہ کے حکم سے شفا پائی، اور میں نے ایسے متعدد اشخاص کو دیکھا ہے، جو پندرہ بیس دن تک صرف اسی پانی پر اکتفا کئے رہے، اور انھیں بھوک نے نہیں ستایا، وہ لوگوں کے ساتھ طواف وغیرہ میں اسی طرح مشغول رہے، جیسے دوسرے لوگ، اور بعض لوگ چالیس چالیس دن صرف آبِ زمزم پی کر رہے، اور طواف اور روزہ وغیرہ کی قوت حاصل رہی۔ (زاد المعاد)

حبر الامت حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ برگزیدہ لوگوں کے مصلیٰ پر نماز پڑھو، اور نیک لوگوں کا پانی پیو۔ لوگوں نے پوچھا کہ برگزیدہ لوگوں کا مصلیٰ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میزاب (کعبہ مطہرہ کے پرنالہ) کے نیچے، پوچھا کہ نیکوں کا پانی کیا

ہے؟ فرمایا کہ آبِ زمزم۔

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا، آپ نے اس سے پوچھا کہاں سے آرہے ہو؟ اس نے بتایا کہ زمزم پی کر آرہا ہوں، فرمایا کہ جیسا چاہئے ویسا پیا ہے یا نہیں؟ اس نے کہا کہ وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا کہ جب زمزم پینے کا قصد ہو تو قبلہ رُو ہو جاؤ، بسم اللہ پڑھو اور تین سانس میں پیو، اور خوب آسودہ ہو کر پیو، اور جب فارغ ہو جاؤ تو **الحمد للہ** کہو۔

زمزم پینے کی دعا

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب آبِ زمزم پیتے تو یہ دعا پڑھتے:

أَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُکَ عِلْماً نَافِعاً وَرِزْقاً وَاسِعاً وَشِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ۔

اے اللہ! میں آپ سے مفید علم، وسیع رزق اور ہر بیماری سے شفا کی درخواست کرتا ہوں۔

اور یہ بات معروف ہے کہ وہ علم و فضل کے اعتبار سے ''ترجمان القرآن'' تھے، اور کثرتِ علم کے باعث ''بحر'' (سمندر) کہلاتے تھے، اور اللہ نے رزق میں بڑی فراخی نصیب فرمائی تھی، اور مرض اگر آیا تو محض بڑھاپے میں آیا، یہ سب زمزم کی برکت تھی۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ

مشہور عالم اور محدث امام جلال الدین سیوطیؒ اپنی گرانقدر کتاب '' حسن **المحاضرہ فی أخبار مصر والقاهرہ** '' میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''الحمد للہ میں نے ملک شام، حجاز، یمن، ہندوستان، اندلس اور تکرور کا سفر کیا ہے، اور جب میں نے حج کیا تو زمزم کو چند حاجات کی نیت سے پیا، ان میں ایک نیت یہ تھی کہ میں علم فقہ میں شیخ سراج الدین بلقینی (۱) کے، اور حدیث میں حافظ ابن حجر کے رُتبہ کو پہونچوں۔

ایسی زبردست نیت انھوں نے اس لئے کی کہ انھیں رسول اللہ ﷺ کے پاک

(۱) مشہور شافعی فقیہ ہیں، دمشق میں منصب قضا پر فائز تھے، نیز قاہرہ میں بھی قاضی و مدرس رہے، وفات ۸۰۵ھ

ارشادماء زمزم لماشرب له کی صداقت کا یقین کامل تھا،تو کیا شیخ کا مقصود پورا ہوگیا؟ جی! اللہ تعالیٰ نے ان پر فضل وکرم فرمایا بلکہ مزید عطا فرمایا، چنانچہ خود فرماتے ہیں کہ میں نے ۸۷۱ھ کے شروع میں فتویٰ دینے کا آغاز کیا، (اس وقت ان کی عمر ۲۲/سال تھی) اور ۸۷۲ھ میں حدیث کے درس کا آغاز کیا، اور مجھے سات علوم میں اللہ تعالیٰ نے تبحر اور کمال عطا فرمایا۔ تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی، بیان اور بدیع، اور یہ تینوں فن عرب کے فصحاء کے طریقے پر حاصل ہوئے، عجمیوں اور اہل فلسفہ کے طریقہ پر نہیں، اور میرا خیال ہے کہ یہ ساتوں علوم جن پر مجھے دسترس حاصل ہوئی بجز علم فقہ اور اس کی روایات کے، میرے اساتذہ میں سے بھی کوئی اس رُتبہ تک نہیں پہونچا، جہاں تک اللہ تعالیٰ مجھے پہونچایا، پھر دوسروں کی کیا بات ہے؟ ہاں فقہ میں میرے استاذ کی نظر زیادہ وسیع تھی، اور ان ساتوں علوم کے بعد مجھے اصولِ فقہ، جدل اور علم صرف میں، اور ان سے کم انشاء اور فرائض میں، اور ان سے کم علم قرأت میں درک ہے، اور علم قرأت میں نے کسی استاذ سے نہیں حاصل کیا ہے، اور سب سے کم معلومات مجھے علم طب میں ہے۔

اور اجتہاد جن چیزوں پر موقوف ہے، بحمد اللہ وہ چیزیں مجھے حاصل ہیں، یہ بات میں محض تحدیث نعمت کے طور پر لکھ رہا ہوں، اور کوئی فخر نہیں اور دنیا میں فخر سے کیا حاصل؟ جبکہ میں کوچ کے قریب ہوں، بڑھاپا آچکا ہے، اور عمر کا بہترین حصہ رخصت ہو چکا ہے، اگر میں چاہوں کہ ہر مسئلہ پر مستقل کتاب لکھوں اور اس میں اس مسئلے کے متعلق اقوال، اس کے عقلی وقیاسی دلائل ذکر کروں، نیز اس کی بنیاد، اس پر اعتراضات وجوابات اور اختلافِ مذاہب کے درمیان موازنہ تحریر کروں، تو بحمد اللہ میں اس پر قادر ہوں۔ یہ محض اللہ کے فضل وکرم سے ہے، اس میں میری طاقت وقوت کو دخل نہیں ہے، **فلاحول ولاقوۃ إلا باللہ العلی العظیم۔**

☆☆☆☆☆☆☆

دورِ حاضر میں زمزم کے معالجاتی تجربات

شارع حکیم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ جب کوئی مرض لاحق ہو تو اس کی دوا تلاش کرو، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

ہر مرض کے لئے دوا ہے، جب دوا مرض تک پہونچ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفا حاصل ہوتی ہے۔ (مسلم شریف)

حضرت اُسامہ بن شریک کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس تھا کہ کچھ بدو آپ کے پاس آئے، اور پوچھا کہ یا رسول اللہ! کیا ہم لوگ علاج کیا کریں؟ آپ نے فرمایا ہاں اے اللہ کے بندو! علاج کیا کرو، کیونکہ اللہ نے کوئی بیماری ایسی نہیں پیدا کی ہے جس کے لئے شفا نہ ہو سوائے ایک بیماری کے، لوگوں نے پوچھا وہ کون سی بیماری ہے، آپ نے فرمایا کہ بڑھاپا۔ (مسند احمد)

دوا کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے

اوپر کی حدیث میں جو علاج کرنے کا حکم دیا گیا ہے، یہ توکل کے منافی نہیں ہے، جیسے بھوک، پیاس اور سردی، گرمی کے دور کرنے کا اہتمام خلاف توکل نہیں ہے۔ علامہ ابن قیم فرماتے ہیں:

توحید کی تکمیل اس وقت تک ہو ہی نہیں سکتی جب تک کہ آدمی ان اسباب کو نہ اختیار کرے جن کو اللہ تعالیٰ نے خاص خاص امور کے لئے مقرر و متعین کر دیا ہے، ایسے اسباب کا ترک کرنا توکل کے بھی خلاف ہے اور اللہ تعالیٰ کی حکمتوں اور مصلحتوں نیز اس

کے امر کے بھی خلاف ہے، اپنے ضعف اور کم ہمتی کی وجہ سے اسباب کا ترک کرنا توکل کے منافی ہے۔ توکل درحقیقت نام ہے اللہ تعالیٰ کے اوپر قلب کے اعتماد اور یقین کا، بندہ صدق دل سے یہ بھروسہ رکھے کہ دین و دنیا کا کوئی نفع ہو، اس کا حصول، اور دین و دنیا کا کوئی نقصان ہو، اس کا دفع کرنا صرف اللہ کے اختیار میں ہے، لیکن اس اعتماد کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اسباب کو عمل میں لایا جائے، ورنہ حکمت و شرع کا ابطال لازم آئے گا، ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص اپنی کم ہمتی کو توکل سمجھ لے، یا توکل کو کم ہمتی کے معنی میں بنالے۔ (زادالمعاد)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے ہر مرض کے لئے دوا نازل فرمائی ہے، البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ طبیب مرض کی تشخیص میں دھوکا کھا جائے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ دوا کی تجویز میں اس سے غلطی ہو جائے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

اللہ عزوجل نے ہر بیماری کی شفا نازل فرمائی ہے، جس نے جانا اس نے جانا، اور جو نہیں جان سکا وہ ناواقف رہا۔ (مسند احمد)

علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ کچھ ایسی دوائیں بھی ہیں جن کا ادراک اکابر حکماء کی نہ عقلیں کر پاتیں اور نہ ان کے علم و تجربہ اور قیاس و تخمین کی رسائی وہاں تک ہو پاتی۔ یہ دوائیں کیا ہیں؟ قلبی اور روحانی دوائیں، یعنی قلب کی قوت، اللہ کے اوپر دل کا اعتماد و توکل، اس سے التجا، اس کے سامنے عاجزی وزاری، صدقہ، دعا، توبہ واستغفار، مخلوق کے ساتھ حسن سلوک، پریشان حال کی دستگیری اور مصیبت زدہ کی غمخواری، یہ وہ دوائیں ہیں جن کا ہر مذہب و ملت والوں کو تجربہ ہے، اور سب نے ان میں شفا و صحت بخشی کی وہ تاثیر پائی ہے جو اطباء کے علم و عقل، تجربہ و قیاس سے ماوراء ہے۔

ہم نے بھی اور دوسرے لوگوں نے بھی اس کے بہت تجربے کئے ہیں، ہم نے دیکھا کہ ان دواؤں میں جو تاثیر ہے وہ عام محسوس دواؤں میں نہیں ہے، بلکہ طبی دواؤں کی حیثیت ان روحانی دواؤں کے سامنے ایسی معلوم ہوتی ہے جیسی اطباء کے نزدیک سڑک

چھاپ دواؤں کی ہوتی ہے، اور یہ بھی حکمت الٰہیہ کے قانون کے تحت ہے، اس سے کچھ خارج نہیں ہے، لیکن اسباب گوناگوں ہیں چنانچہ قلب کا تعلق جب رب العالمین کے ساتھ قوی ہوتا ہے، جو کہ مرض اور دوا کا خالق ہے، جو طبیعتوں کی تدبیر کرنے اور اس میں تصرف کرنے والا ہے، اس کے لئے ان دواؤں اور معالجات ...... جن کی عامۃ الناس کو ضرورت پڑتی ہے...... کے علاوہ اور بھی کچھ دوائیں کار آمد ہوتی ہیں۔

ہر شخص جانتا ہے کہ روح جب قوی ہوتی ہے اور نفس وطبیعت میں جب طاقت ہوتی ہے، تو یہ دونوں مل کر مرض کو دفع کر دیتے ہیں، اس اصول پر غور کرنا چاہئے کہ اگر کسی شخص کو جناب باری تعالیٰ کے ساتھ قرب کی دولت نصیب ہو، اس سے اُنس ومحبت اور اس کے ذکر کی خوشی اور فرحت اسے حاصل ہو، نیز وہ اپنی پوری توجہ اور ہمت حق تعالیٰ کی جانب مبذول رکھتا ہو، اسی سے مدد کا طالب ہو، اور اس پر پورا یقین اور بھروسہ رکھتا ہو، اور اس کی وجہ سے اس کے قلب میں، اس کی طبیعت میں بے حد قوت اور توانائی آ گئی ہو، تو کیا تعجب ہے؟ کہ یہی قوت اور تعلق ومحبت کی یہی دولت اس کے لئے تمام امراض کی سب سے بڑی دوا بن جائے، اور اسی سے اس کے تمام امراض زائل ہو جائیں، یہ بات نہ محل تعجب ہے اور نہ قابل انکار! اس کا انکار وہی شخص کر سکتا ہے جو بالکل جاہل، موٹی طبیعت والا، بھدی عقل والا ہو، اور خدا سے اور انسانیت کی حقیقت سے دور ہو۔ (زاد المعاد)

اور جہاں تک آب زمزم کا تعلق ہے تو اس کے متعلق تو ایسے ایسے حالات وواقعات ہیں جن میں علم طب حیران رہ جاتا ہے، اور بسا اوقات اسباب وعلل کی تلاش میں اسے مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جبکہ شفا کی علت بجز آب زمزم اور کچھ نہیں ہوتی۔

یہاں ہم چند ایسے واقعات درج کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے صدق دل اور حسن اعتقاد کے ساتھ زمزم کو بہ نیت شفا پیا اور اللہ تعالیٰ نے انھیں شفا بخشی، یہ لوگ اپنے واقعات خود بیان کرتے ہیں، اور تجربات کی روشنی میں زمزم کی کرامات کو پیش کرتے ہیں۔

آبِ زمزم بارہ سال تک باقی رہا

یہ ایک شخصی تجربہ ہے جو "المجلة العربية" شمارہ نمبر ۱۵۱ بابت ماہ ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ مطابق جولائی ۱۹۹۰ء میں شائع ہوا۔ یہ صاحب......جن کے تجربات مجلّہ نے نقل کئے ہیں......ایک روسی حاجی ہیں جو اصلاً تاتاری ہیں، اور صرف عام مسلمان نہیں بلکہ قاضی اور اسلام کے پُر جوش مبلغ بھی تھے، تبلیغ اسلام کے لئے ایشیائی ممالک کا سفر کیا کرتے تھے، انھیں کئی زبانوں پر دسترس حاصل تھی، خصوصاً عربی زبان پر۔ گذشتہ صدی میں تحریک "جامعہ اسلامیہ" کی سرگرمیوں میں پُر جوش حصہ لیا، اور اس میں کافی مشہور ہوئے۔ یہ ہیں شیخ عبدالرشید ابراہیم مشہور سفرنامہ "عالم الاسلام" کے مؤلف و مرتب! یہ سفرنامہ ترکی زبان میں تحریر کیا گیا ہے، اس میں انھوں نے عالم اسلام کے سفروں کے احوال مدوّن کئے ہیں، خصوصیت کے ساتھ جنوب و شرق ایشیا کے اسفار، جن میں انھوں نے چین، کیوبا، سنگاپور، ہندوستان اور جاپان کی سیاحت کی ہے۔ ان کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔

اس کتاب میں انھوں نے اپنے ایک سفرِ حج کا بھی تذکرہ کیا ہے، جو ۱۳۲۷ھ میں انھوں نے کیا تھا، اور اس کا اختتام دارالخلافہ استنبول پر ہوا تھا، سفرنامہ کے اس خاص حصہ میں تاتاری النسل، ترکی اللسان، روسی الوطن مصنف عبدالرشید ابراہیم زمزم کے سلسلے میں اپنے تجربات و تاثرات بڑے دلکش انداز میں لکھتے ہیں، فرماتے ہیں کہ:

ہوسکتا ہے کہ زمزم پانی کا ایک قدرتی چشمہ ہو، مگر ہم لوگ اسے بہت متبرک پانی سمجھتے ہیں، زمزم کے متعلق بہت سی روایات ہیں، جو اسلامی کتابوں میں محفوظ و منقول ہیں، اور یہ روایات معروف ہیں۔

میں مکہ مکرمہ میں جب چاہتا اور جتنی مقدار میں چاہتا زمزم پی سکتا تھا، میں یہ پانی بار بار اور زیادہ مقدار میں پیتا تھا، میں مجموعی اعتبار سے غالباً ۱۵ رکلوگرام زمزم پی گیا تھا، میں تصور کرتا ہوں تو ایسا خیال آتا ہے کہ میں روزانہ دس مرتبہ سے زیادہ یہ مبارک پانی پیتا تھا،

آب زمزم پلانے والے لاتے اور میں پیتا رہتا، اور کسی وقت گرانی کا احساس نہ ہوتا اور جب پیتا تو اور زیادہ پینے کی رغبت ہوتی، اور میں نے محسوس کیا کہ ماء زمزم لماشرب له جو حدیث میں وارد ہے، بالکل حق ہے۔

حجاج آب زمزم کو ڈرام میں بھرتے اور اپنے گھروں کو واپسی کے وقت لے جاتے ہیں، میں نے بھی یہ عمل کیا اور زمزم کو اپنے ساتھ لے گیا، یہ پانی میرے پاس بارہ سال رہا، لیکن نہ اس میں کوئی خرابی آئی، اور نہ اس میں کوئی تغیر آیا، میں اسے بوتل میں رکھے ہوئے تھا، میں خود اس کا گواہ ہوں، کیونکہ میں نے اسے دیکھا اور اس کا تجربہ کیا ہے، مجھے زمزم کے سلسلے میں پختہ اعتقاد ہے، میرے اس کے متعلق بڑے بڑے تجربات ہیں۔

میرے زمانۂ قیامِ مکہ میں ایک وقت ایسا بھی آیا تھا کہ کسی وجہ سے لوگ زمزم سے بھاگتے تھے، تو لوگ جتنا بھاگتے تھے میں اتنا ہی اس پر ٹوٹتا تھا، اور جتنا اور وقتوں میں اسے پیتا تھا اس سے کہیں زیادہ اس وقت پیتا تھا۔

یہ میرے مادی اور معنوی تجربات ہیں کہ زمزم کو جس نیت سے پیوگے وہی نفع حاصل ہوگا، یعنی اگر تم مریض ہو...... خواہ کوئی بھی مرض ہو...... اور اس کو شفاء کی نیت سے پیوگے تو اللہ کے حکم سے شفا حاصل ہوگی، بشرطیکہ زمزم اپنی اصلی حالت پر ہو، اور نیت بھی خالص ہو، اس میں ذرا بھی شک وشبہ کی آمیزش نہ ہو۔ ماء زمزم لماشرب له، ایک حقیقت ثابتہ ہے، اس میں ذرہ بھر ریب وتردد کی گنجائش نہیں، لیکن اس کے لئے پہلی شرط اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے، پھر حسن نیت، اخلاص اور اعتقاد کامل، ان دونوں شرطوں میں اگر کسی میں کمی واقع ہوئی، یا دونوں بیک وقت نہ پائی گئیں تو نتیجہ برعکس ہوگا۔

میں نے بار بار زمزم کا تجربہ کیا ہے، متعدد امراض کے لئے اس کا تجربہ کیا ہے، بالخصوص مثانہ کے امراض کے لئے، نیز اندرونی بیماریوں اور آنکھوں کی تکلیف کے لئے۔

یہ جو باتیں میں نے لکھی ہیں، یہ سب میرے تجربات ہیں، اور بالکل قطعی ہیں۔

آب زمزم اور کینسر سے شفاء

یہ دوسرا تجربہ ہے، جسے ایک مغربی خاتون لیلیٰ حلو نے لکھا ہے، اس کی ایک کتاب ہے، لاتنس اللہ (اللہ کو نہ بھولو) اس کی چند فصلیں ''المجلة العربية'' نے شمارہ نمبر ۱۴۷ میں اور مجلّہ ''المسلمون'' نے شمارہ نمبر ۲۲، بابت ۱۹ تا ۲۵ / شوال ۱۴۰۵ھ مطابق ۶ تا ۱۲ / جولائی ۱۹۸۵ء میں شائع کی ہیں۔ اس کتاب پر ڈاکٹر مہدی بن عبود نے مقدمہ تحریر کیا ہے، ڈاکٹر مہدی لکھتے ہیں:

یہ طبی واقعہ آنکھوں اور دلوں کو...... جو سینوں میں ہے...... کھول دینے کیلئے کافی ہے، بشرطیکہ عقل سلیم اور مزاج معتدل ہو، اس جیسے احوال پہلے بھی گذر چکے ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے، کیونکہ جو کچھ ظہور میں آیا ہے یہ ایک نفسی اور روحانی طاقت ہے جس کے خزانے انسان کی طبیعت میں پوشیدہ ہیں، اور اس کو عالم غیب سے مدد پہونچتی ہے، عالم غیب جو اللہ تعالیٰ کے قبضہ وتصرف میں ہے، جو عالم شہادت سے بدر جہا زیادہ وسعت رکھتا ہے۔

مرض کی تشخیص اور ڈاکٹروں کی تجویز

خاتون مذکور سخت بیمار ہوئی، ڈاکٹر حیران رہ گئے، مگر کوئی ایسی دوا نہ مل سکی جس سے اس کے مرض میں تخفیف ہوتی۔ پیرس کے ڈاکٹروں نے مرض کی تشخیص کرتے ہوئے کہا کہ ہم افسوس کے ساتھ یہ بتارہے ہیں کہ کینسر تمہارے پورے سینے میں پھیل گیا ہے، اور تین ماہ سے زیادہ تم زندہ نہ رہوگی، اس منحوس کینسر کا کوئی علاج نہیں ہے، لیلیٰ حلو نے یہ تشخیص سنی، اب علاج سے کیا فائدہ؟ اب ڈاکٹروں سے رجوع کرنے کا کیا حاصل؟ اب تو صرف یہ باقی ہے کہ اپنے گھر والوں کو رخصت کرے اور جتنے دن زندگی کے باقی رہ گئے ہیں، موت کے انتظار میں گزار دے۔

بیت اللہ شریف جانے کی تجویز

وطن کی واپسی سے پہلے اس کے شوہر نے یہ تجویز پیش کی کہ مکہ معظّمہ چل کر عمرہ

کرلیا جائے، لیلیٰ حلو لکھتی ہیں کہ میں نے بیت اللہ شریف میں اعتکاف کیا اور برابر زمزم پیتی رہی، اور دن بھر میں صرف ایک چپاتی اور انڈے پر اکتفاء کرتی رہی، اور دن رات نماز، تلاوت اور دعا میں بسر کرتی، چار دن تو اس طرح گذرے کہ مجھے دن اور رات کا کچھ ہوش نہ تھا۔ اول سے آخر تک پورے قرآن کی تلاوت کرگئی۔ نمازوں میں طویل سجدے کرتی اور خوب روتی، اپنی بیماری پر نہیں بلکہ پچھلی زندگی میں جو فرائض مجھ سے ترک ہوئے اور جو نیکیاں مجھ سے فوت ہوئیں، ان سے محرومی پر۔

معجزہ ظاہر ہوا

چند دنوں کے بعد میں نے محسوس کیا کہ سرخ سرخ دھبے جو میرے پورے بدن کو بدنما بنائے ہوئے تھے، وہ بالکل ختم ہوگئے اور ایسا لگ رہا تھا جیسے مجھے کچھ ہوا ہی نہ تھا، میں نے طے کیا کہ دوبارہ پیرس چل کر ڈاکٹروں کو دکھانا چاہیے۔

پھر تو ڈاکٹروں کی حیرت کی انتہا نہ رہی، انھوں نے بار بار چیک اپ کیا، مگر یہ عجیب وغریب حالت ان کی سمجھ سے بالاتر تھی، کہ ابھی چند دنوں پہلے انھیں ڈاکٹروں نے رپورٹ دی تھی کہ سینے کے ہر حصے میں کینسر پھیل گیا ہے، اب وہی دیکھ رہے ہیں کہ اس موذی مرض کا نام ونشان تک باقی نہیں ہے۔

پھر کیا ہوا؟ خاتون مذکور ڈاکٹروں کو حیرت زدہ چھوڑ کر وطن واپس آگئی، اور آب زمزم کے ذریعے کینسر سے حصول شفا کی ایک تاریخ مرتب ہوگئی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت

وطن واپس آنے کے بعد کچھ دنوں کے بعد تکلیف پھر عود کر آئی، وہیں ہسپتال میں داخل ہوئی، آپریشن ہوا، اور برابر علاج جاری رہا۔ ایک ایسی دوا استعمال ہوتی رہی جس کے اثرات جسم پر بڑے بدنما ہوتے ہیں، نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے بال جھڑ گئے، داڑھی نکل آئی، اور جسم بالکل لاغر ہوگیا، اب پھر موت سامنے نظر آنے لگی، اسی دوران پھر قدرت حق کا ایک

اعجاز ظاہر ہوا، لیلیٰ حلو کہتی ہے کہ:

میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نور جگمگا رہا ہے، جو میری آنکھیں خیرہ کئے دے رہا ہے، پھر میرے دل میں یہ خیال بدرجۂ یقین جم گیا کہ یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں، میں نے آپ کی خدمت میں اپنا مرض، اپنی تکلیف اور اپنے ایمان کی سرگزشت سنائی۔ میں نے یہ بھی عرض کیا کہ مجھے آپ کی زیارت وملاقات کا کس قدر شوق تھا، آپ پورے اہتمام وتوجہ سے میری عرض سن رہے تھے، جب میں اپنی بات کہہ چکی تو آپ نے اپنا دست مبارک میرے سر پر بائیں سے دائیں طرف پھیرا، آپ فرما رہے تھے کہ صبر کرو، تم کو جو کچھ تکلیف ہو رہی ہے اس میں خیر ہے، پھر آپ نے سر کے تلوے کو زور سے دبایا، اور میری آنکھ کھل گئی۔

خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ میرے گنجے سر پر دست شفقت پھیر رہے تھے، اور سراپا محبت وعنایت کے لہجے میں فرما رہے تھے کہ پریشان نہ ہو، گھبراؤ مت، صبر کرو، واللہ جو کچھ ہوگا خیر ہوگا۔

لیلیٰ حلو پھر صحت یاب ہوگئی اور کینسر بالکل ختم ہوگیا، اخیر میں لیلیٰ حلو کہتی ہے کہ:

یہاں ایک ایسی مخفی قوت ہے جس کا ادراک عام عقول کی رسائی سے بالاتر ہے، وہ اللہ کی قوت ہے، جب تک یہ قوت تمہارے ساتھ ہے، تب تک اپنی زندگی کو امیدوں سے معمور رکھو، کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہیں اور آسمان کے دروازے تمہارے لئے برابر کھلے ہوئے ہیں، اور زمین میں تمہیں بلندی اسی وقت حاصل ہوگی، جب تم اللہ تعالیٰ کی پیروی کروگے، پس اللہ کو نہ بھولو!۔

☆☆☆☆☆☆☆

اہل علم کے تبصرے

مجلّہ ''المسلمون'' نے لیلیٰ حلو کی کتاب کا یہ حصہ جب شائع کیا تو ساتھ میں بعض علماء کبار کے اس پر تبصرے بھی شائع کئے، چنانچہ جامعۃ الکویت کے شعبہ فقہ کے صدر جناب خالد مذکور لکھتے ہیں کہ:

جناب نبی کریم ﷺ سے زمزم کی فضیلت کے متعلق متعدد احادیث منقول ہیں، چنانچہ آپ کا ارشاد ہے کہ:

''زمزم کا پانی جس مقصد کے لئے پیا جائے اس میں کارآمد ہے، اگر تم اس نیت سے پیو کہ تمہیں شفا حاصل ہو، تو اللہ تعالیٰ شفا دیں گے، اور اگر پیٹ بھرنے کے ارادہ سے پیو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو شکم سیر کردیں گے، اور اگر تم پیاس بجھانے کے لئے پیو گے تو اللہ تعالیٰ اسے بجھائیں گے۔''

زمزم کا پانی سچی نیت اور اللہ کی جانب کامل توجہ کے ساتھ پینا چاہئے، بیماریاں دور کرنا اور مراض سے شفا بخشنا درحقیقت اللہ وحدہٗ کا کام ہے، چنانچہ ارشادِ حق ہے: وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ (حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب میں بیمار پڑتا ہوں تو وہی شفا دیتا ہے) حدیث مذکورہ بالا کا مطلب یہ نہیں ہے کہ زمزم تنہا بغیر مشیت حق کے دوا ہے، شفا تو درحقیقت اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہوتی ہے (البتہ مشیت حق کے حصول میں زمزم ایک موثر بلکہ زود اثر ذریعہ بنتا ہے)

ایک اور عالم اس مضمون پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

امراض کے علاج کے لئے اسلام کا جو نقطۂ نظر ہے، اس کی وضاحت اس حدیث

سے ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے بندگانِ خدا! علاج کیا کرو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مرض کے لئے دوا پیدا کی ہے، جانا جس نے جانا، اور ناواقف رہا جو ناواقف رہا، البتہ ایک مرض کی کوئی دوا نہیں ہے، وہ ہے بڑھاپا۔

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اللہ کے لئے کوئی کام مشکل یا محال نہیں ہے، اگر انسان اپنی کوشش میں ناکام ہوجائے اوراس سے علاج نہ بن پڑے تو اللہ تعالیٰ بہرحال اس کے مرض کے ازالے پر قادر ہیں، سوائے ایک طبعی مرض یعنی بڑھاپے کے کہ اللہ کی مشیت نے اس کے ازالے کا ارادہ نہیں کیا، اسی لئے اس کے واسطے کوئی دوا پیدا نہیں کی، کیونکہ بڑھاپے کے ازالے کا مطلب یہ ہے کہ عمر پیچھے کولوٹا دی جائے، اور یہ قانونِ قدرت کے خلاف ہے۔

یہ مغربی خاتون جس کے بارے میں ڈاکٹروں کی رپورٹ تھی کہ کینسر لاعلاج ہوچکا ہے، یہ سچی نیت سے بیت اللہ شریف گئی، اور زمزم پیا۔ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی مشیت مہربان ہوئی اوراس کا مرض زائل ہوگیا، اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ عمرہ اور حج کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں وہ کچھ مانگتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں، اور دعا کرتے ہیں تو سنی جاتی ہے۔ پس خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ کے حضور ایک مہمان آتا ہے اور وہ تکلیف میں مبتلا ہے، اسے ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اسے حاصل ہو، تو کیا اللہ تعالیٰ...... جو کہ میزبان ہے...... باوجود اپنی قدرت وکرم کے اسے محروم کرے گا؟

یہ خاتون جب اللہ کے حضور پہونچی اوراس نے زمزم پیا، تو اسے اپنے مرض کا علاج مل گیا، اور یہ کچھ بعید ہے نہ محال! کیونکہ جب رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ ''اگر وہ کچھ مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں گے، اور دعا کریں گے تو قبول ہوگی'' تو جس وقت

اس خاتون نے زمزم پیا اور اللہ تعالیٰ سے صحت کا سوال کیا اور شفا کی دعا کی، تو وعدۂ حدیث کے مطابق اس کی دعا قبول ہوئی، کیونکہ وہ سچی تھی، بیمار تھی، دردمند تھی، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے زمزم پیتے وقت جو دعا ہمیں تعلیم فرمائی، اس میں شفا کا سوال موجود ہے، ارشاد ہے:

أَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ عِلْماً نَافِعاً وَرِزْقاً وَاسِعاً وَشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ۔

اے اللہ! علم نافع، رزق واسع اور ہر مرض سے شفا نصیب فرما۔

شاید یہ خاتون حصولِ شفا ہی کی نیت سے گئی تھی، جبکہ اسے احساس ہو چکا تھا کہ موت سامنے آ گئی ہے، اور زندگی سے اسے مایوسی ہو چکی تھی، ڈاکٹر اس کے علاج سے اعترافِ عجز کر چکے تھے، ایسی حالت میں اس نے زمزم پی کر شفا کی دعا کی، اور اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔

دینی نقطۂ نظر سے اس خاتون کی شفایابی میں حیرت کی کوئی بات نہیں ہے، ڈاکٹر اپنے علم کی رو سے اس کی دوا سے ناواقف تھے، ایسا نہ تھا کہ اس مرض کی کوئی دوا موجود ہی نہ تھی، یہ ڈاکٹر کا جہل تھا، لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیت اور علم میں یہ بات متعین تھی کہ یہ خاتون بیت اللہ شریف جائے گی اور وہاں زمزم پیئے گی، اور یہی اس کا علاج ہوگا۔

ہم کو چونکہ اللہ کی ذات پر ایمان ہے، اس کی قدرت کاملہ کا اعتقاد ہے، اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ وہ جو ارادہ کرے، اس کے کرنے پر قادر ہے، اس لئے ہم پوری وسعت قلب سے اس واقعہ کا اعتراف کرتے ہیں۔

اور جو بھی اللہ پر بھروسہ کر کے حصولِ شفا کی نیت سے پیئے گا خواہ مرض کیسا ہی کیوں نہ ہو، اور خواہ اطباء نے اس کی شفا سے بالکل مایوسی کا اظہار کیوں نہ کر دیا ہو، لیکن اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہیں، وہ جس مرض کے لئے چاہیں اس پانی کو باعث شفا بنا دیں۔

ورنہ پانی خود شفا نہیں ہے، شفا تو درحقیقت اللہ تعالیٰ کے ارادے سے ہے، یہ ارادہ آبِ زمزم پینے کے وقت جلد اور یقینی طور پر مقصد کو حاصل کراتا ہے، اور خاتون مذکور کا

یہ واقعہ دنیا میں کوئی پہلا اور یکتا واقعہ نہیں ہے، ہر دور میں ایسے ایسے معجزات آب زمزم کی برکت سے ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں، بنیادی مسئلہ اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان کا ہے، وہ ذاتِ اقدس ہر چیز پر قادر، توانا اور فعال ہے، اس کی رحمت کا دروازہ کھلا ہوا ہے، جو بھی اس کے حضور میں متوجہ ہو۔ اس مغربی خاتون کا واقعہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ایک واضح نمونہ ہے، کینسر ایک ایسا مرض ہے جس کے جسم میں پھیلنے کو روکنا ایک مشکل امر ہے، اس کے لئے اطباء کے پاس کامیاب علاج نہیں ہے ، تو جب اسباب دنیوی انسان کا ساتھ چھوڑ دیں، تو اس پر ضروری ہو جاتا ہے کہ اللہ کے حضور تضرع وزاری کرے، وہ قادر ہے کہ اطباء جس مرض کو لاعلاج قرار دے دیں، وہ اسے بالکل زائل فرمادے، یہ حالت فطری اور طبعی قوانین کے ماتحت ہے، اس پر وہی ذات قادر ہوسکتی ہے جس نے اس کو پیدا کیا ہے، اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہی جسم کو پیدا فرمایا ہے، اور اسی نے اس میں امراض کے جراثیم اور اسباب بھی پیدا فرمائے ہیں، پس وہی اس بات پر قادر ہے کہ ان اسباب کو ختم اور نیست ونابود کردے۔

☆☆☆☆☆☆☆

چاہِ زمزم کی پیمائش اور اسکے سوتوں کی تفصیل

۱۴۰۰ھ میں ''فتنہ مہدی'' کے ہنگامہ کے بعد چاہ زمزم کی صفائی کا منصوبہ جلالۃ الملک خالد بن عبد العزیز کے دور میں بنایا گیا، اور اس کی ذمہ داری ایک ماہر انجینئر یحییٰ کوشک کو دی گئی، اس نے نہایت اہتمام اور ذمہ داری کے ساتھ اس منصوبہ کو تکمیل تک پہونچایا، تکمیل سے فارغ ہوکر اس نے زمزم کے متعلق ایک زبردست معلوماتی کتاب تحریر کی، جس کا نام ''زمزم'' ہے، اس میں وہ لکھتا ہے کہ:

۱۴۰۰ھ کے اوائل میں مجھے چاہ زمزم کی صفائی اور تطہیر کی ذمہ داری سونپی گئی، اس مقصد کے لئے میں نے اپنے کارکنوں کی مدد سے بڑے بڑے ٹیوب ویل اس میں نصب کئے، تا کہ اس کا سارا پانی نکالا جاسکے، جب سارا پانی نکل گیا تو ہم نے کنویں کی احتیاط اور دقیقہ رسی کے ساتھ پیمائش کی، اس کی دیواروں کا معائنہ کیا، اور اس کے بنیادی سوتوں کی تحقیقات کیں، ان کے فوٹو لئے، ان کی فلمیں تیار کیں۔ اس کام میں ہمارے ساتھ کام کرنے والے دو غواص (غوطہ خوروں) نے مدد کی، انھوں نے کنویں کے عرض کی پیمائش کی تو وہ چار میٹر تھا، اور دیواریں اندر اندر کنویں کے دہانے سے ۱۴ رمیٹر ۸۰ رسینٹی میٹر تک پختہ پلاسٹر کی ہوئی چکنی ہیں، اور اس کے نیچے پانی کے دو بڑے بڑے سوتے ہیں، جن سے کنویں میں پانی آتا رہتا ہے، ایک سوتا مکہ مکرمہ کی طرف سے آتا ہے، اور دوسرا اجیاد کی جانب سے، اس کے بعد پہاڑی چٹان میں ایک گہرا گڈھا ہے، جس کی گہرائی ۲۰ء۱۷ میٹر ہے۔

واضح رہے کہ ہم نے جو پیائش کی ہے، یہ قریب قریب اس پیائش کے برابر ہے جس کا ذکر تاریخی روایات میں ملتا ہے، چنانچہ بیشتر روایات متفق ہیں کہ کنویں کی گہرائی اوپر سے پہاڑی چٹان تک ۴۰ ہاتھ ہے، ۵۰ء۲۲ میٹر، یہ اتنا حصہ پختہ ہے، اس کے بعد چٹان والا گڈھا ہے جس کی گہرائی ۲۹ ہاتھ ہے، یعنی ۲۵ء۱۶ میٹر، اس پیائش اور ہماری پیائش کے درمیان جو فرق نظر آرہا ہے وہ اس بنا پر ہے کہ پہلے کنویں کا منہ سطح زمین کے برابر تھا، جبکہ موجودہ وقت میں اس سطح سے بہت زیادہ نیچے کردیا گیا ہے، جیسا کہ حجاج مشاہدہ کرتے ہیں۔

اور چٹانی گڈھے کی مقدار میں ایک میٹر کا جو فرق نظر آرہا ہے، غالباً وہ اس لئے ہے کہ کنویں کی صفائی کی وجہ سے اس کی پوری گہرائی کھل گئی ہے، ورنہ پہلے وہ بہت کچھ پٹا ہوا تھا، اور کنویں کا قطر گہرائی کے مختلف حصوں میں تھوڑے تھوڑے فرق کے ساتھ ۵۰ء۱ میٹر سے ۰۰ء۲ میٹر کے درمیان ہے، اور جہاں دیوار کا پختہ حصہ چٹانی گڈھے سے ملتا ہے وہاں قطر ۸۰ء۱ میٹر ہے، اس جگہ کنویں کے بنیادی جھرنے پتھروں کی دوصفوں پر مشتمل پائے جاتے ہیں، یہ جھرنے حسب ذیل طریقے پر ہیں۔

(۱) **بنیادی سوتا**: یہ ایک دہانہ ہے جس کا رُخ کعبہ معظّمہ کے اس رُکن کی جانب ہے جو حطیم کی طرف ہے، اس کا طول ۴۵ سینٹی میٹر اور اونچائی ۳۰ سینٹی میٹر ہے، اور اس میں اندر کی جانب ایک گہرائی محسوس ہوتی ہے، جس سے پانی ایک بڑی مقدار میں ابلتا رہتا ہے، یہ بات بعینہٖ اسی طرح تاریخی روایات میں بھی مذکور ہے۔

(۲) **دوسرا سوتا**: یہ پہلے سے بڑا دہانہ ہے، اس کی لمبائی ۷۰ سینٹی میٹر ہے، لیکن اندر سے دو حصوں میں منقسم ہے، اس کی اونچائی بھی ۳۰ سینٹی میٹر ہے، اس کا رُخ اجیاد کی طرف ہے۔

(۳) **فروعی سوتے**: یہ بہت سے سوتے ہیں، جو دیوار کے پتھروں کے درمیان سے نکلتے ہیں، ان سے بھی پانی آتا رہتا ہے، ان میں سے پانچ سوتے تو بنیادی دونوں سوتوں کی

درمیانی مسافت میں پائے جاتے ہیں، جس کی مقدار ایک میٹر ہے، اور مزید ۲۱؍سوتے پہلے بنیادی سوتے کے بغل سے شروع ہوکر جبل ابوقبیس اور صفاومروہ کے سامنے سے گذرتے ہوئے دوسرے سوتے تک جاملتے ہیں، یہ تمام سوتے ایک سائز کے نہیں ہیں، بلکہ مختلف مقدار اور سائز کے ہیں، جن سے پانی بھی کم وبیش نکلتا ہے۔

یہاں یہ بات یادرکھنی چاہئے کہ تاریخی روایات میں زمزم کے تین سوتوں کا ذکر ہے، ایک حجراسود کے بالمقابل، دوسرا جبل ابوقبیس اور صفا کے سامنے، اور تیسرا مروہ کے سامنے، لیکن جب ہم لوگوں نے اس کا معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ دو دہانے تو بڑے بڑے اور بنیادی ہیں۔ ایک کعبہ کی طرف اور دوسرا اجیاد کی طرف، لیکن تیسرا دہانہ جسے تاریخی روایات نے بتایا کہ وہ جبل ابوقبیس اور صفا کی جانب میں ہے، اس کے بجائے چھوٹے چھوٹے بہت سے سوتے ملے جن کی تعداد ۲۱؍ ہے، اور یہ سب پتھروں کے درمیان سے نکلتے ہیں۔ اندازہ یہ ہے کہ ۱۰۲۸ھ میں جب چاہ زمزم کی صفائی کی گئی تھی تو یہ دہانہ غالباً صفائی کے مقصد سے بند کردیا گیا تھا، پھر کسی وجہ سے کھولا نہ جاسکا تو پانی کی طاقت نے اس میں بہت سے سوراخ بنالئے، چنانچہ غازی نے اپنی تاریخ میں علامہ خضراوی کی کتاب ''تاج تواریخ البشر'' سے نقل کیا ہے کہ رمضان ۱۰۲۸ھ میں چاہ زمزم کے اندر شامی اور مغربی جانب سے بہت زیادہ پتھر گرگئے تھے، اس کی اصلاح ۴؍شوال ۱۰۲۸ھ بروز دوشنبہ سے شروع کی گئی، اور اس کی تکمیل ۱۶؍شوال کو ہوئی، تو اس کا جو حصہ پانی میں تھا اس کو بغیر پلاسٹر کے پختہ کردیا، اور جو حصہ پانی سے اوپر تھا اسے گچ اور چونے سے پلاسٹر کردیا گیا۔

کنویں کے اندر پہاڑی چٹان کا جب بنظر غائر مطالعہ کیا گیا تو دیکھا گیا کہ اس میں لمبے لمبے کسی قدر گہرے نشانات ہیں، چار، بنیادی سوتوں کے نیچے ہیں، اور چار، دونوں سوتوں کے درمیان ایک میٹر کی مسافت میں ہیں، اور بارہ نشانات اس مسافت میں ہیں جن میں ۲۱؍سوتے پائے جاتے ہیں، ان نشانات کی گہرائیاں مختلف ہیں، بعض تو ۶؍سینٹی

میٹر تک گہرے ہیں اور بالکل سطح پر ہی ہیں۔

اندازہ یہ ہے کہ یہ لمبے لمبے نشانات جھرنوں سے پانی برابر گرنے کی وجہ سے پڑ گئے ہوں گے، یا یہ کہ عرصہ دراز تک چونکہ پانی نکالنے کے لئے ڈول اور رسی کا استعمال ہوا ہے، تو شاید رسیوں کی رگڑ سے یہ نشانات بن گئے ہوں، چنانچہ تاریخی روایات صراحت کرتی ہیں کہ کنویں پر پانی نکالنے کے لئے ۱۲ ر گراریاں نصب تھیں، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان دونوں اسباب کی وجہ سے یہ نشانات نمایاں ہوئے ہوں۔

آبِ زمزم کی صفائی (جراثیم وغیرہ سے)

ادھر ماضی قریب میں بہت سے فتنہ پرور ستم ظریفوں نے مسلمانوں میں اضطراب پیدا کرنے اور زمزم سے ان کی توجہ ہٹانے کے لئے ایک نیا شوشہ چھوڑا تھا کہ زمزم کا پانی پینے کے قابل نہیں ہے، کیونکہ اس میں صدیوں کی گندگی جمع ہے اور بیماری کے جراثیم اس میں موجود ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ بیت اللہ شریف کے زائرین، حج وعمرہ کے لئے دور دراز سے آنے والے حضرات، اعتماد واطمینان کے ساتھ اس پانی کو یہ سمجھ کر کہ یہ دنیا کا سب سے اعلیٰ وافضل پانی ہے، پئیں۔ نیز اس لئے بھی تا کہ مملکت عربیہ سعودیہ کی مساعی مشکورہ کا ذکر ہو جائے، اس سلسلے کی تفصیلات کو ذکر کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔

یحیٰ کوشک نے اپنی کتاب ''زمزم'' میں لکھا ہے کہ اس وقت زمزم کے پانی کی صفائی جدید آلات کے ذریعے کئے جانے کا پورا اہتمام ہے، اس کے لئے مخصوص شعاعوں کو استعمال کیا جاتا ہے، جنھیں ''بنفشی شعاع'' کہا جاتا ہے، یہ شعاعیں پارہ کے لیمپوں کے واسطے سے پیدا کی جاتی ہیں، اور ان کی باریک تہوں میں نتھرے ہوئے پانی کو گزارا جاتا ہے اس سے تمام جراثیم مرجاتے ہیں، یہ لیمپ شیشے کی نلکیوں میں رکھے جاتے ہیں، جن سے شعاعیں بآسانی گزر جائیں، اس جراثیم کُش صفائی کے لئے شفاف ہونا ضروری ہے، اس

میں کوئی آلودگی نہیں ہونی چاہئے، نیز شعاعوں میں اتنی طاقت اور اس کے درمیان پانی کو اتنا وقت ملنا چاہئے کہ تمام جراثیم مرجائیں۔

صفائی کے اس طریقے کا اندازہ ذیل کی تصویر سے کچھ ہو سکے گا۔

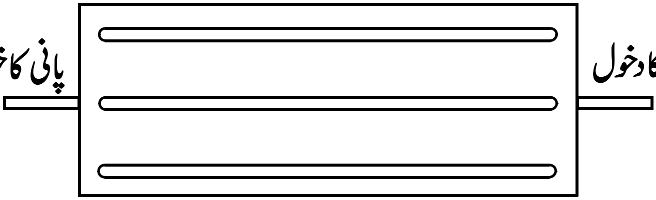

شعاعوں کی تیاری کے لیمپ

اس طریقۂ صفائی کی خصوصیات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ چند سکنڈ میں جراثیم کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔
۲۔ اس طریقہ میں کوئی خطرہ نہیں، خواہ اس عمل میں کچھ دیر بھی ہو جائے۔
۳۔ پانی کی طبعی اور فطری خصوصیات میں اس سے کوئی فرق نہیں واقع ہوتا۔
۴۔ اس میں کوئی کیمیاوی مادہ نہیں داخل ہوتا۔

آبِ زمزم سے متعلق مسائل

سوال: کیا زمزم کے پانی کو دوسری جگہ لے جانا درست ہے؟

جواب: زمزم کے پانی کو محفوظ رکھنا اور اسے دوسری جگہ لے جانا جائز بلکہ مستحب ہے، کیونکہ یہ ایک بابرکت پانی ہے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ زمزم کے پانی کو برتنوں اور گھڑوں میں رکھے رہتے تھے، اسے مریضوں پر چھڑکتے اور انھیں پلاتے تھے۔ (ترمذی)

حبیب بن ثابت سے منقول ہے کہ انھوں نے حضرت عطاء بن رباح سے پوچھا

کہ کیا میں زمزم کا پانی لے جاؤں؟ فرمایا کہ اسے رسول اللہ ﷺ لے گئے ہیں، اور حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما لے جاتے تھے۔ (مجمع الزوائد)

صحابہ کرام ﷺ اور دوسرے اسلاف زمزم کا پانی بطور تحفہ کے مہمانوں کو دیا کرتے تھے، چنانچہ حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے یہاں کوئی مہمان آتا تو اسے تحفہ کے طور پر زمزم کا پانی دیتے اور جب لوگوں کی دعوت کرتے تو اس میں زمزم ضرور پلاتے۔

سوال: کیا زمزم کے پانی سے استنجاء کرنا جائز ہے؟

جواب: علامہ شامی نے فتاویٰ شامی میں لکھا ہے کہ زمزم کے پانی سے استنجا کرنا مکروہ ہے، البتہ نہانا درست ہے، اسی طرح بدن یا کپڑے کی نجاست کا دور کرنا زمزم سے مکروہ ہے، اور بعض علماء سے اس کی حرمت منقول ہے۔

آبِ زمزم سے متعلق بدعات

مسلمانوں کے نزدیک آبِ زمزم کی بڑی اہمیت ہے، یہ ایک مبارک پانی ہے، لیکن ضعیف الاعتقاد لوگوں نے اس میں بہت کچھ غلو کر ڈالا ہے، اور اس کی وجہ سے بہت سے لوگ گمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں، چنانچہ اس کی طرف بہت سے خرافات لوگوں نے منسوب کر رکھی ہیں۔

۱۔ قاہرہ کی مسجد حنفی میں پانی کا ایک چشمہ ہے، اس کے بارے میں بعض لوگوں کا گمان ہے کہ اس کا تعلق زمزم سے ہے، اس گمانِ فاسد کی دلیل میں اس سے بڑا جھوٹ پیش کرتے ہیں، وہ یہ کہ مصر کے ایک حاجی کا طشت زمزم کے کنویں میں گر گیا تھا، جب وہ قاہرہ آیا تو اس کا طشت اس چشمہ میں مل گیا، اس اعتقادِ فاسد کی بنا پر بہت سے لوگ اس کے پانی کو بطور برکت کے استعمال کرتے ہیں اور اس میں شفا کا اعتقاد رکھتے ہیں۔

۲۔ بعض لوگ اس کی آرزو کرتے ہیں کہ زمزم کا کنواں ان کی قبر بنے، چنانچہ ۱۳۴٦ھ میں ایک واقعہ ہوا کہ ایک ہندوستانی نے اس میں اپنے آپ کو گرا کر ہلاک کر لیا، پھر بڑی مشکلوں سے اس کی لاش کو اس میں سے نکالا جا سکا، اور پھر بڑی دشواریوں سے اس کا پانی ایک بڑی مقدار میں نکالا گیا۔

۲۲ر رجب ۱۴۱۲ھ مطابق ۲۸ر فروری ۱۹۹۲ء بروز دوشنبہ پونے گیارہ دن میں ترجمہ مکمل ہوا

وذلک بعون اللہ وتوفیقه لاإله غیره والحمد للہ وحده وهو المستعان

☆☆☆☆☆☆☆